ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

16

www.tanzeem.org

8 تا 14 رجب المرجب 1436ھ / 28 اپریل تا 4 مئی 2015ء

مومن صرف اللہ پر توکّل کرتے ہیں!

ایمان کا ثمرہ اور لبِ لباب ''توکّل علی اللہ'' قرار دیا گیا کہ ﴿ وَعَلٰی رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴾ (الانفال:2) ''اور وہ (اہل ایمان) اپنے پروردگار پر توکّل کرتے ہیں''۔ چنانچہ توکّل صرف اللہ پر ہو، توکّل ساز و سامان اور اسباب و وسائل و ذرائع پر نہ ہو، توکّل اپنے زورِ بازو پر نہ ہو، توکّل اپنی ذہانت و فطانت پر نہ ہو۔ راہِ حق میں جو کچھ تمہیں کرنا ہے اس کے لیے بھی بھروسا اگر اپنے زورِ بازو اور اپنی ذہانت و فطانت پر ہے تو پھر بھی ناکام ہو جاؤ گے۔ توکّل کلیتاً اللہ کی تائید و نصرت پر، اللہ کی توفیق پر اور اللہ کی مدد پر ہو۔ ہمارا کام محنت کرنا، مشقت جھیلنا، ایثار کرنا اور قربانیاں دینا ہے۔ اگر ہم یہ کر گزریں تو ہم تو سرخرو ہو جائیں گے۔ ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا، اور اُس وقت ہوگا جب اس کو منظور ہوگا۔ یہ فیصلہ ہماری خواہش کے مطابق نہیں ہوگا۔ ہم تو چاہیں گے کہ فوراً لپک کر منزل پر جا پہنچیں ع منزل کی طرف دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے! ہر شخص یہی چاہے گا۔ کون چاہے گا کہ میں چلتا چلا جاؤں، چلتا چلا جاؤں اور منزل پھر بھی نگاہ کے سامنے نہ آئے۔ لیکن اس کے لیے بھی تیار رہو کہ اللہ کو ابھی مطلوب نہیں ہے تو پھر ہمیں بھی وہی چیز پسند ہے جو اسے پسند ہے۔ یہ راضی برضائے ربّ کا مقام ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

پاک چین معاہدات

اقوام سابقہ کے حالات میں موجودہ مسلمانوں کے لیے خصوصی راہنمائی

اک صبح نئی

یوم مئی: مزدوروں کا دن؟

ایران کی ایٹمی صلاحیت سے دستبرداری

شامیانہ بستی

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2015ء کی مختصر روداد

الہدیٰ (656)

ڈاکٹر اسرار احمد

بنی اسرائیل کی تاریخ

سُورۃ بنی اسراءیل | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات: 6،5

فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝

آیت ۵ ﴿فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝﴾ ’’پھر جب ان دونوں میں سے پہلے وعدے کا وقت آ گیا تو ہم نے تم پر مسلط کر دیے اپنے سخت جنگجو بندے تو وہ تمہاری آبادیوں میں گھس گئے‘ اور (یوں ہمارا) جو وعدہ تھا وہ پورا ہو کر رہا۔‘‘

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تم پر واضح کیا گیا تھا کہ جب تم لوگ دین سے برگشتہ ہو جاؤ گے‘ جب تم اللہ کی کتاب اور اس کے احکام کو ہنسی مذاق بنا لو گے تو تم ضرور اللہ کے عذاب کا نشانہ بنو گے۔ چنانچہ ان کے دین سے برگشتہ ہو جانے کے بعد آشوریوں اور عراق کے بادشاہ بخت نصر کے ہاتھوں ان پر عذاب کا کوڑا برسا‘ جس کے نتیجے میں دونوں اسرائیلی سلطنتیں ختم ہو گئیں‘ یروشلم مکمل طور پر تباہ ہو گیا‘ ہیکل سلیمانی مسمار کر دیا گیا‘ چھ لاکھ یہودی قتل ہو گئے جبکہ چھ لاکھ کو غلام بنا لیا گیا۔

آیت ۶ ﴿ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ﴾ ’’پھر ہم نے تمہاری باری لوٹائی ان پر‘‘

یعنی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر تمہیں سہارا دیا اور ان پر غلبے کا موقع عطا کر دیا۔ اس سہارے کا باعث ایرانی بادشاہ کیخورس (Cyrus) یا ذوالقرنین بنا۔ اس نے عراق (بابل) پر تسلط حاصل کر لینے کے بعد تمہیں آزاد کر کے واپس یروشلم جانے اور اس شہر کو ایک دفعہ پھر سے آباد کرنے کی اجازت دے دی۔ پھر جب تم نے واپس آ کر یروشلم کو آباد کیا تو ہم نے ایک دفعہ پھر تمہاری مدد کی:

﴿وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝﴾ ’’اور ہم نے مدد کی تمہاری مال و دولت اور بیٹوں کے ذریعے سے اور بنا دیا تمہیں کثیر تعداد (والی قوم)۔‘‘

ہم نے تمہیں مال و اولاد میں برکت دی اور تمہاری تعداد پہلے سے بڑھا دی۔ تم لوگ خوب پھلے پھولے اور جلد ہی ایک مضبوط قوم بن کر ابھرے۔

فرمان نبویؐ

تین طرح کے لوگوں کے لئے وعید

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهٖ اَجْرَهٗ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قیامت کے دن میں تین طرح کے لوگوں کے خلاف مدعی ہوں گا۔

(1) جس نے میرا نام بیچ میں لا کر عہد (معاہدہ) کیا اور پھر اسے توڑ ڈالا۔

(2) آزاد شخص کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھانے والا۔ اور

(3) جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لیا مگر اس کی مزدوری نہ دی۔‘‘

تشریح: یہ وعید کا انتہائی سخت پیرایہ بیان ہے‘ جس سے ان افعال کی شناعت کا اظہار مقصود ہے‘ تاکہ مسلمان متنبہ رہیں‘ اور ان امور سے لازماً اجتناب کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاک چین معاہدات

مادی وسائل اور معاشی استحکام اگرچہ صدیوں سے قوموں کی سیاسی اور عسکری قوت کا وسیلہ اور ذریعہ رہا ہے، لیکن گزشتہ صدی سے عالمی سطح پر جب یہ تبدیلی آئی کہ فوجی قوت کے بل بوتے پر سیاسی اور زمینی قبضے برقرار رکھنا انتہائی مشکل ہو گیا، علاوہ ازیں جمہوری رویوں اور عوامی حکومتوں کے نعروں نے بھی استعماری قوتوں کے لیے فوجی قبضے برقرار رکھنا ممکن نہ رہنے دیا تو استعمار نے بھی روپ بدلا۔ اور غریب اور ترقی پذیر ممالک پر مالیاتی جال ڈالا اور اُن پر مالیاتی شکنجہ کس کر اُن کی معیشت ہی نہیں سیاست بلکہ معاشرت کو بھی کنٹرول کرنا شروع کر دیا۔ لہٰذا نہ اپنی فوج بھیج کر اُن کی جانیں خطرہ میں ڈالنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی بے دریغ سرمایہ لٹانے کی ضرورت باقی رہی اور مذکورہ قوم کی نفرت سے بھی دامن بچ گیا۔ طریقہ واردات یہ ٹھہرا کہ اُسی قوم میں سے اپنے پسندیدہ لوگوں کو حکمران بنا کر اپنی ڈکٹیشن پر چلایا جائے اور اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھایا جائے یعنی نہ ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ لائے چوکھا۔ گویا دنیا میں سرمایہ اصل قوت بن کر سامنے آ گیا جس سے یہ فلسفہ سامنے آیا کہ دنیا میں سپر قوت بننا ہے تو معاشی مضبوطی حاصل کرو۔ معاشی قوت ہی دوسری اقوام پر سیاسی، عسکری، یہاں تک کہ معاشرتی تسلط قائم کرنے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ معاشی مضبوطی اور استحکام کے نظریہ کو جس ملک نے اُندھا دُھند عملی شکل دی وہ چین ہے۔ چین کو امریکہ نے تسلیم نہ کیا اور اُس کے سامنے تائیوان کو کھڑا کر دیا گیا۔ یہ چین کی زندگی و موت کا مسئلہ تھا۔ چین نے سیاسی سطح پر امریکہ سے زبردست اختلاف کیا، لیکن کبھی جنگ کی نوبت نہ آنے دی اور چین کے گرد آہنی پردہ تان لیا اور صبح شام اقتصادی ترقی میں مصروف رہے اور کام، کام، کام کے فلسفہ کو عملی طور پر اپنایا۔ چین نے پاکستان کے دولخت ہونے کے بعد پاکستان کو بھی یہی سبق پڑھایا کہ وہ ایک معین عرصہ تک دنیا سے کٹ جائے اور اقتصادی ترقی کے لیے دن رات کام کرے۔ پہلے ایک مضبوط اور طاقتور معاشی قوت بنے، پھر کشمیر یا دوسرے کسی مسئلہ پر بھارت وغیرہ سے ٹکر لینے کا سوچے۔ گویا چین کی پالیسی یہ ہے کہ دوسرے ملک سے اپنے تنازعہ یا اپنے دعویٰ کو زندہ تو رکھو۔ مگر جنگ کی طرف بڑھ کر اپنی صلاحیتیں، توانائیاں، اپنے وسائل، اپنا انفراسٹرکچر تباہ مت کرو۔ انتظار کرو اُس وقت تک جب تک تم اس پوزیشن میں نہیں آ جاتے کہ دشمن سے جنگ بھی جیت سکو اور اپنی اقتصادی پوزیشن کو بھی قائم دائم رکھ سکو۔ امریکہ نے تائیوان کے مسئلہ پر گزشتہ نصف صدی میں چین کو انگیخت کرنے کی بہت کوشش کی اور اُسے میدان جنگ کی طرف کھینچا۔ اس میں اُس نے بھارت کو بھی استعمال کیا، لیکن امریکہ ناکام رہا۔ ایک امریکی صحافی نے کسی چینی دانشور سے پوچھا کہ آپ لوگ تائیوان کے بارے میں کب تک صبر و استقلال سے پُرامن احتجاجی پالیسی جاری رکھیں گے؟ تو اُس دانشور نے برجستہ جواب دیا کہ اس میں ایک صدی بھی لگ سکتی ہے۔ البتہ چین اپنی زمینی، فضائی اور بحری حدود کی خلاف ورزی کسی صورت برداشت نہیں کرتا۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
8 تا 14 رجب المرجب 1436ھ — جلد 24
28 اپریل تا 4 مئی 2015ء — شمارہ 16
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محمد خلیق
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سکیورٹی کے حوالہ سے چین کی پالیسی یہ ہے کہ نہ اپنی حدود سے آگے بڑھو، نہ کسی کو اپنی حدود کی طرف بڑھنے دو۔ اگر آپ معاشی طور پر مضبوط ہیں تو آپ کو کوئی بلیک میل نہیں کر سکتا۔ چین ایک بار پھر پاکستان کو یہی سبق یاد دلانا چاہتا ہے۔ چین کے صدر کا حالیہ دورہ بھی اسی طرف ایک پیش رفت ہے۔ اس دورہ کے دوران پاکستان اور چین کے درمیان اکیاون (51) معاہدات ہوئے جن کی کل مالیت چھیالیس (46) ارب ڈالر ہے، جن میں سے اٹھائیس (28) ارب ڈالر کے معاہدوں کا چین کے صدر خود افتتاح کر گئے ہیں۔ ان میں سے چونتیس ارب ڈالر کے معاہدے انرجی سیکٹر میں کیے گئے ہیں اور بارہ (12) ارب ڈالر کے انفراسٹرکچر کے لیے کیے گئے ہیں۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ انرجی سیکٹر میں پاکستان قحط کا شکار ہو چکا ہے۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے بیرون ملک سے کوئی سرمایہ کاری نہیں ہو رہی بلکہ ملکی سرمایہ کار بنگلہ دیش اور ملائشیا جیسے ممالک کی طرف رخ کر رہے ہیں، جس سے بیروزگاری میں خوفناک اضافہ ہو رہا ہے۔

چین اپنی اقتصادی ترقی کو مزید بلندیوں کی طرف لے جانے کی کوشش میں عالمی سطح پر ایک بہت بڑا پروجیکٹ لانچ کر چکا ہے۔ وہ چائنہ سلک روٹ پروجیکٹ کے نام سے ایک منصوبہ پر عمل پیرا ہے۔ یہ روٹ چین کو مشرق وسطیٰ اور روس کے راستے یورپ سے ملا دے گا۔ خوش قسمتی سے اُس نے اپنے صوبہ سنکیانگ سے گوادر تک کے زمینی روٹ کو ''اکنامک کوریڈور'' قرار دے کر اپنے منصوبہ کا مرکزی حصہ قرار دیا ہے۔ اس روٹ کی وجہ سے جو پاکستان کے اکثر حصے سے گزرے گا، چین کا دنیا کے ساتھ 400 فیصد فاصلہ کم ہو جائے گا۔ سفری اخراجات میں انقلابی کمی واقع ہوگی اور وقت کی بچت اتنی ہوگی کہ پہلے جس روٹ سے چین پینتالیس دن میں مشرق وسطیٰ پہنچتا تھا، اب دس دن میں پہنچ جائے گا۔ پاکستان کو اس منصوبہ سے یہ فائدہ ہوگا کہ لوگوں کو روزگار ملے گا۔ راہداری ٹیکس کے طور پر پاکستان کو سالانہ اربوں ڈالر ملیں گے۔ پاکستان بھی اس اکنامک کوریڈور کو اپنی تجارت کو بڑھانے کے لیے استعمال کر سکے گا۔ پاکستان کو جدید ٹیکنالوجی اور مہارت (skill) کی منتقلی ہوگی۔ پہلے تین سال میں پاکستان میں دس ہزار چار سو (10400) میگاواٹ بجلی کی پیداوار ہوگی جس میں سات ہزار دو سو پچاس میگاواٹ بجلی پہلے سال ہی مہیا ہو جائے گی۔ اس سے ہماری زوال پذیر معیشت کو استحکام ملے گا۔ تھر میں دو کول مائنز بنائی جائیں گی۔

پاکستان چین کے اشتراک سے commodity market کی ٹریڈ کرے گا جس سے اُس کی نہ صرف اجناس کی اندرونی ضروریات پوری ہوں گی بلکہ اس حوالہ سے برآمدات میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ پاکستان کی سیاسی صورت حال اگر بہتر ہوتی ہے تو اُس کا امریکہ اور مغرب پر انحصار ختم ہو جائے گا، جس سے وہ اُن کی بلیک میلنگ کا شکار نہیں ہوگا۔ پاکستان اگر خود کفیل ہو کر اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاتا ہے تو چین کو اُس کا یہ فائدہ ہوگا، کہ امریکہ پاکستان کو چین کے محاصرے کے حوالہ سے اپنے دباؤ میں نہیں لا سکے گا، جس طرح چین نے بھارت کے اس اعتراض کو سختی سے رد کر دیا ہے کہ اکنامک کوریڈور آزاد کشمیر میں سے نہ گزارا جائے، کیونکہ بقول بھارت کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ یہ منصوبے کامیاب ہوتے ہیں تو امریکہ کی خواہش کے مطابق بھارت علاقہ کا تھانیدار بھی نہیں بن سکے گا۔ قصہ مختصر پاکستان اور چین کے درمیان ہونے والے حالیہ معاہدے اگر پایہ تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں تو پاکستان کی خوشحالی اور ترقی کے جتنے بھی افسانے کہے یا لکھے جائیں وہ حقیقت میں تبدیل ہو سکتے ہیں...... لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے، کیا پاکستان میں امن و امان قائم ہو سکے گا؟ کیا صوبائی تعصب اور قوم پرستی کی روش ایسا ماحول پیدا ہونے دے گی کہ تجارت اور صنعت پھل پھول سکے گی؟ ان معاہدوں کے حوالے سے چھوٹے صوبوں میں ابھی سے اُن سے برتی جانے والی زیادتیوں کی خبریں پھیل رہی ہیں۔ ماضی کی طرف لوٹیے اور یاد کیجیے، کالا باغ ڈیم منصوبہ کا کیا حشر ہوا؟ حالانکہ بحیثیت مجموعی اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا صرف ایک ہی حل ہے، پاکستانی عوام کے درمیان دینی رشتہ کو اجاگر کیا جائے۔ اُن کی ایسی فکری تربیت کی جائے کہ وہ وقتی اور فروعی معاملات سے اوپر اٹھ سکیں۔ جب اسلامی رشتہ مضبوط ہوگا تو بلوچی بلوچی رہ کر بھی پنجابی کو بھائی کہہ کر گلے لگائے گا۔ عدل اسلام کی بنیاد اور روح ہے۔ اچھا مسلمان کبھی اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہیں کرے گا جو وہ خود پسند نہیں کرتا۔ محبت و اخوت ہی ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا کرے گی۔ کیا یہ سب کچھ سیکولر پاکستان میں ممکن ہے؟

یاد رکھیے! دینی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آنے والے پاکستان کا معاملہ دنیا کے باقی ممالک سے یکسر مختلف ہے۔ پاکستان کا قیاس مغرب کیا، مشرق کے بھی دوسرے ممالک پر نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان اور چین کے درمیان ہونے والے معاہدات یقیناً بہت مفید ہیں۔ اس سے پاکستان میں خوشحالی اور آسودگی یقیناً لائی جا سکتی ہے۔ لیکن ذرا سوچیے! اس نظریاتی ملک کی آسودگی دشمنانِ پاکستان اور اسلام دشمن قوتیں کیا کبھی ٹھنڈے پیٹوں قبول کریں گی؟ اور اُن کے لیے کتنا آسان ہوگا کہ ایک منتشر اور باہمی طور پر متنفر قوم کو باہم لڑا دینا! لہٰذا پاکستان کی عمارت کو نظریاتی بنیادوں پر اُستوار کیے بغیر یہاں کوئی بہتری، خوشحالی اور آسودگی لانا ممکن ہی نہیں۔ پہلے بھی سب کچھ اسی لیے غتربود ہوا، اب بھی اگر بنیادی تبدیلی عمل پذیر نہ ہوئی تو نتیجہ مختلف کیسے ہوگا؟ اے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن کر دے اور دین و دنیا کا صحیح فہم عطا فرما۔ آمین یا ربّ العالمین!

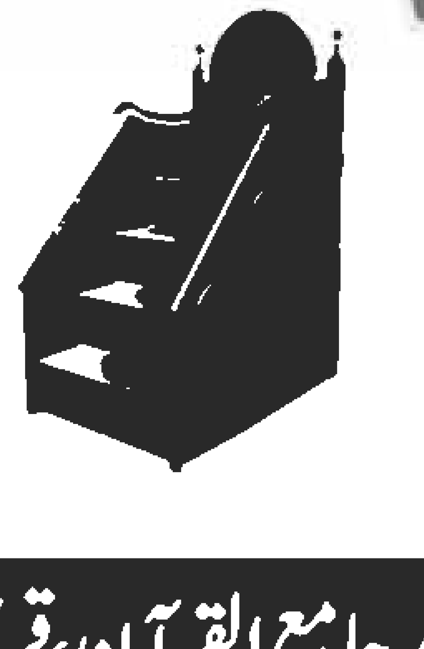

اقوامِ سابقہ کے حالات میں
موجودہ مسلمانوں کے لیے خصوصی راہنمائی

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 17 اپریل 2015ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: حافظ محمد زاہد

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

ابھی آپ نے سورۃ الطلاق کے دوسرے رکوع کی آیات سماعت فرمائی ہیں۔ زیر مطالعہ سورت کے پہلے رکوع میں عائلی قوانین سے متعلق تفصیلی احکامات کا تذکرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے گھریلو زندگی کے حوالے سے بڑی تفصیلی ہدایات دی ہیں اس لیے کہ گھریلو زندگی معاشرے کی بنیاد ہے۔ اگر بنیاد درست ہوگی تو معاشرہ بھی صحیح رخ پر آگے بڑھے گا جبکہ اس میں ذرا سا بھی عدم توازن پورے معاشرے کو بگاڑ سکتا ہے۔

بنیادی طور پر شادی بیاہ کا تعلق انسان کے حیوانی وجود کے ایک تقاضے کے ساتھ ہے اور بظاہر اس کے اندر روحانیت والا کوئی عنصر نہیں ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت کے اندر اللہ تعالیٰ نے جو جنسی جذبہ رکھا ہے' اس کی تسکین کے لیے یہ ایک جائز راستہ ہے اور اسی میں فطرت کے مقاصد بھی پوشیدہ ہیں کہ نسل انسانی کا فروغ اسی کے ذریعے سے ہے۔ چونکہ شادی بیاہ کے پیچھے ایک حیوانی جذبہ کارفرما ہے اس لیے بعض فلسفیانہ مذاہب نے تو شادی کو فی نفسہٖ شر سمجھ کر ممنوع قرار دے دیا لیکن اسلام نے اسے channelize کیا اور یہ احکامات دیے کہ شادی کے بعد میاں بیوی کا آپس میں اپنی جنسی تسکین پوری کرنا باعث اجر و ثواب ہے' لیکن اس جائز راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرنا گناہ کبیرہ کے زمرے میں آئے گا۔

اس ضمن میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ اسلام میں شادی کو دین کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک فرمایا: ''نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں''۔ چنانچہ نکاح نہ کرنا دین کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ دوسری طرف ہمارے معاشرے کا حال یہ ہے کہ یہاں بیوہ عورت اور رنڈوے مرد کی دوبارہ شادی کو لوگ معیوب سمجھتے ہیں۔ یہ ہندوانہ تصور ہے اور اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام نے تو یہ حکم دیا ہے: ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ (النور:32) ''اور نکاح کر دیا کرو بیواؤں کا اپنے میں سے''۔ اب اگر کسی مرد کی بیوی یا کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو یہ معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ ان کا نکاح کر دیا جائے' نہ کہ ان کی شادی میں رکاوٹیں ڈالی جائیں۔

تیسری اہم بات یہ ہے کہ شادی بیاہ کا تعلق اگرچہ انسان کے اپنے حیوانی وجود سے ہے لیکن اصلاً یہ نسل انسانی کے فروغ کا جائز ذریعہ ہے۔ لہٰذا اس حیوانی جذبے کے لیے ایک پاکیزہ ماحول مہیا کرنا اور اس سے مقاصد فطرت حاصل کرنا اصل کام ہے جو اتنا آسان نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں میاں بیوی کی پرائیویسی کی بھی بہت اہمیت ہے۔ اس کے بارے میں احکامات سورۃ النور میں دیے گئے ہیں کہ جب گھر میں داخل ہو تو اجازت لے کے جاؤ۔ بچے بھی گھر میں داخل ہوں تو اجازت لے کر جائیں۔ خاص طور پر تین اوقات (1۔ نماز فجر سے پہلے، 2۔ دوپہر کو قیلولہ کے وقت اور 3۔ نماز عشاء کے بعد) کا بھی تعین کیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

قرآن مجید گھریلو زندگی سے متعلق اتنے تفصیلی احکام اس لیے دے رہا ہے کہ معاشرے کی پاکیزگی کا انحصار اس کے توازن میں ہے۔ اگر یہ توازن بگڑ جائے تو معاشرہ سنڈاس بن جاتا ہے اور اگر توازن قائم رہے تو اس کے اندر روحانیت پروان چڑھتی ہے۔

اب ہم دوسرے رکوع کی جانب آتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ رکوع تذکیری نوعیت کا ہے۔ ہم نے پہلے رکوع میں یہ بات بھی دیکھی کہ معاشرتی احکام کے ضمن میں بار بار تقویٰ کی تاکید تھی۔ خدا خوفی اگر ہوگی تو یہ معاملات صحیح رخ پر آگے بڑھیں گے، ورنہ بس ایک بے روح ڈھانچہ ہوگا۔ گھر کا ادارہ جنت کا ایک نمونہ بن سکتا ہے اگر رویے وہ ہوں جو اسلام نے بتائے ہیں اور روحِ تقویٰ بھی ساتھ موجود ہو۔ میاں بیوی کے آپس کے معاملات گھر کے اندر کے ہوتے ہیں تو خوفِ خدا ہی ہے جو انہیں صراطِ مستقیم پر گامزن رکھ سکتا ہے۔ لہٰذا پہلے رکوع میں تقویٰ کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے اور اب دوسرے رکوع میں اقوام سابقہ کے حالات کے ضمن میں مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سرکشی سے باز رہنے کی تلقین کی جا رہی ہے:

﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ⑧﴾

''اور کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جنہوں نے اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوںؑ سے سرکشی کی تو ہم نے ان کا محاسبہ کیا، بہت شدید محاسبہ اور ہم نے ان کو عذاب دیا، بہت ہولناک عذاب۔''

قرآن مجید میں اقوام سابقہ میں سے چھ قوموں کا ذکر نام لے کر بار بار ہوا ہے۔ ان کی طرف رسول آئے

لیکن قوم نے اپنے رسول کی بات نہیں مانی، اللہ اور رسول کے حکم کے آگے انہوں نے سرکشی اختیار کی، بالآخر ان پر سخت عذاب آیا۔ زیرِ مطالعہ آیات میں انہی کا حوالہ دیا جا رہا ہے:

﴿فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ⑨﴾

''تو انہوں نے اپنے معاملے کی پوری سزا بھگت لی اور ان کے کام کا انجام خسارہ ہی تھا۔''

ان کے اس طرزِ عمل کے بدلے میں اللہ نے ان پر دنیا میں عذاب نازل کر دیا اور سب کو نیست و نابود کر دیا۔ لیکن یہ دنیا کا عذاب تو ایک چھوٹی سزا ہے' جبکہ اصل سزا تو آخرت کی ہے جو سخت اور ابدی ہے۔ لہٰذا اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے سرکشی سے باز رہنا چاہیے۔

﴿اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ﴾

''اللہ نے ان کے لیے بہت شدید عذاب تیار کر رکھا ہے۔ تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اے ہوش مندو' جو ایمان بھی لائے ہو!''

یہ مدنی سورت ہے اور اس میں سارا خطاب مسلمانوں سے ہے۔ چنانچہ زیرِ مطالعہ آیات میں مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مقابلے میں اگر تم بھی سرکشی کرو گے تو تم بھی اقوامِ سابقہ کی طرح اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مسلمانوں کے لیے اللہ کا ایک وعدہ ہے کہ جیسے پوری پوری قومیں ہلاک کر دی گئیں' اس طرح اس اُمت پر عذاب ہلاکت نہیں آئے گا۔ لیکن جزوی طور پر تو بارہا عذاب آئے ہیں۔ چنگیز خان اور ہلاکو خان کے ہاتھ کروڑوں مسلمان قتل ہوئے ہیں۔ ہسپانیہ مسلمانوں کی عظیم سلطنت اور اسلامی تہذیب و تمدن کا ایک نمونہ تھا' لیکن جب انہوں نے اللہ کے دین سے بے وفائی کی تو وہاں سے مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔ لہٰذا ان آیات میں مسلمانوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم مسلمان تو ہو گئے ہو اب اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی پابندی بھی تقویٰ کی روح اور شعوری کوششوں کے ساتھ کرو۔ آگے فرمایا:

﴿قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا (10) رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط﴾

''تحقیق نازل کیا گیا ہے آپؐ پر ''ذکر'' (یعنی) ایک رسولؐ جو اللہ کی آیات بینات تم لوگوں کو پڑھ کر سنا رہا ہے' تاکہ وہ نکالے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے اندھیروں سے نور کی طرف۔''

یہ ذکر کیا ہے؟ اس کی وضاحت ساتھ ہی کر دی گئی کہ ذکر سے مراد رسول (ﷺ) کی ذات ہے۔ سورۃ الحجر کی آیت 9 میں قرآن کو جبکہ یہاں رسول کو ''ذکر'' قرار دیا گیا ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ قرآن اور رسول مل کر ''ذکر'' بنتے ہیں اور یہ ایک مکمل پیکج ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ذکر کو رسول سے جدا نہیں کیا جا سکتا لیکن آج کا بہت بڑا فتنہ یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس ذکر سے الگ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ سورۃ البینۃ میں بھی قرآن اور رسولؐ کے مکمل پیکج کو روشن دلیل قرار دیا گیا ہے:

﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (۱) رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً (۲)﴾

''جو لوگ کافر ہیں (یعنی) اہل کتاب اور مشرک وہ (کفر سے) باز رہنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس کھلی دلیل (نہ) آتی (اور وہ روشن دلیل

پریس ریلیز 24 اپریل 2015ء

چین سے معاہدے خوش آئند لیکن اگر ہم نے اپنا قبلہ درست نہ کیا تو یہ معاہدے ہمارے گلے پڑ جائیں گے

سرمایہ کاری کے لیے پُرامن ماحول ناگزیر ہے اور امن اُس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک عادلانہ نظام قائم نہ ہو

حافظ عاکف سعید

چین سے معاہدے خوش آئند لیکن اگر ہم نے اپنا قبلہ درست نہ کیا تو یہ معاہدے ہمارے گلے پڑ جائیں گے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بجلی کے قحط اور انفراسٹرکچر نہ ہونے کی وجہ سے بیرون پاکستان سے سرمایہ کاری تو دور کی بات ہے خود پاکستان کا سرمایہ دار یہاں سے راہ فرار اختیار کر رہا ہے۔ اگر پاکستان میں ہر قسم کی تجارت وصنعت وحرفت پھلے پھولے تو عوام کو روزگار ملے گا اور جو لوگ غربت کی لکیر کے نیچے کسمپرسی اور محتاجی کی زندگی گزار رہے ہیں وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں گے۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے، اگر ہم نے اس نظریہ سے انحراف اور اللہ ورسول سے بغاوت کا معاملہ جاری رکھا اور یہاں حقیقی اسلامی ریاست قائم نہ کی اور دولت چند ہاتھوں میں گردش کرتی رہی تو یہی معاہدے ہمارے لیے بدترین عذاب کا باعث بن جائیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ سرمایہ کاری کے لیے پُرامن ماحول ناگزیر ہوتا ہے اور امن اُس وقت تک قائم نہیں ہو سکتا جب تک عادلانہ نظام قائم نہیں ہوتا۔ اُنہوں نے کہا کہ نظریاتی ملک ہونے کی وجہ سے پاکستان کی شناخت بالکل منفرد ہے۔ اسے مغرب ہی نہیں مشرق کے دوسرے ممالک پر بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان اگر اسلامی فلاحی ریاست بن جاتا ہے تو اندرون ملک باہمی محبت واخوف کا جذبہ پیدا ہو گا جو ہر قسم کی معاشی وسیاسی سرگرمیوں کے لیے لازم ہے۔ ایسی صورت میں اہل پاکستان کی دنیا اور آخرت دونوں سنوریں گی۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

ہے) اللہ کے پیغمبرؐ جو پاک اوراق پڑھتے ہیں۔‘‘

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اور قرآن مل کر البینۃ (سب سے کھلی دلیل) بنتے ہیں۔اسی طرح قرآن اور رسولؐ مل کر ذکر بنتے ہیں۔

آگے فرمایا:﴿وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ وَیَعۡمَلۡ صَالِحًا﴾ ’’اور جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے‘‘۔جس کام کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ حکم دے رہے ہیں وہ صالح عمل ہے اور جس سے وہ روک رہے ہیں وہ غلط ہے۔جو بھی یہ روش اختیار کرے گا تو اس کے لیے بے شمار انعامات ہیں جن کے بارے میں فرمایا:

﴿یُّدۡخِلۡہُ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ قَدۡ اَحۡسَنَ اللّٰہُ لَہٗ رِزۡقًا ﴿۱۱﴾﴾

’’وہ اُسے داخل کرے گا ان باغات میں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی‘ جن میں وہ لوگ رہیں گے ہمیشہ ہمیش۔اللہ نے اس کے لیے بہت عمدہ رزق فراہم کیا ہے۔‘‘

قرآن مجید میں جنت کا ذکر ایک ایسے لینڈ سکیپ کے طور پر آیا ہے جو آج بھی دنیا میں سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔سرسبز و شاداب ہو‘ اس میں باغات بھی ہوں اور چشمے بھی۔دامن میں ندی ہوتی ہے اور ذرا بلندی کے اوپر باغات ہوتے ہیں۔ایسا لینڈ سکیپ انسان کی فطرت کو سب سے زیادہ بھاتا ہے۔چنانچہ دنیا میں نعمت کا جو تصور بنتا ہے اسی کے حوالے سے جنت کی نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا‘ ورنہ تو جنت کی نعمتوں کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

آگے سات آسمانوں اور سات زمینوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَہُنَّ ؕ﴾

’’اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے ہیں اور زمین میں سے بھی انہی کی مانند‘‘۔

قرآن مجید میں کئی جگہ سات آسمانوں کا ذکر ہے‘ لیکن ان سات آسمانوں کی اصل نوعیت کیا ہے، ہم اس کو ابھی تک نہیں سمجھ سکے۔ہمارے سائنس دان خلا کے اندر بھاگ دوڑ کر رہے ہیں‘ لیکن ابھی تک انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔البتہ کائنات کی وسعت دیکھ کر ہمارے تحیر میں اضافہ ہو رہا ہے اور ہماری عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ان سات آسمانوں سے کیا مراد ہے، اس کی حقیقت شاید بعد میں کھلے گی۔

یہاں ساتھ ایک اور بات بھی فرمائی گئی ہے کہ سات آسمانوں کی طرح سات زمینیں بھی ہیں۔اس میں ایک امکان یہ ہے کہ اس زمین کی طرح کی کئی زمینیں اور بھی ہیں یا یہ کہ جیسے آسمان کی وسعت ہے اسی طریقے سے زمین کے اندر بھی بڑا تنوع ہے۔

بعض لوگوں کی یہ بھی رائے ہے کہ اس کائنات میں سات زمینیں ایسی ہیں جہاں اللہ کی مخلوق بستی ہے‘ وہاں اللہ کے رسول بھی آئے ہیں اور اللہ کے احکامات بھی نافذ العمل ہیں۔صحابہ کرام ؓ میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ واحد صحابی ہیں جو اس نظریے کے قائل ہیں‘ لیکن اور کوئی ان کی اس رائے کے ساتھ شریک نہیں۔

بہرحال سات آسمانوں اور سات زمینوں کی کیا حقیقت ہے، اس کے بارے میں تو کوئی یقین سے نہیں کہہ سکتا البتہ یہ یقینی امر ہے کہ:

﴿یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَہُنَّ﴾

’’ان کے درمیان (اللہ کا) امر نازل ہوتا ہے‘‘

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ کل کائنات میں ہر جگہ اللہ ہی کا حکم جاری و ساری ہے۔تمام ستاروں‘ سیاروں‘ کہکشاؤں، زمین پر رہنے والے انسان‘ حیوانات اور حشرات الارض‘ الغرض ہر جگہ اور تمام مخلوقات میں اسی کا حکم جاری و ساری ہے۔

آگے اللہ کی قدرت اور اللہ کے علم کی شان کا تذکرہ ہے۔یہ دونوں صفات الگ الگ تو بہت مرتبہ قرآن مجید میں آئی ہیں‘ لیکن یہاں اس جملے میں ان دونوں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔فرمایا:

﴿لِتَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۬ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ﴿۱۲﴾﴾

’’تاکہ تم یقین رکھو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے‘ اور یہ کہ اللہ نے اپنے علم سے ہر شے کا احاطہ کیا ہوا ہے۔‘‘

اس کائنات کی وسعت اور اس کے اندر جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے ان سب پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ تو کوئی شے اللہ عزوجل کے احاطہ علم سے باہر ہے اور نہ اس کے کنٹرول سے۔

اسی آیت کے حوالے سے مولانا مودودیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جولائی 1969ء میں لندن کے پرچہ ’’اکانومسٹ‘‘ میں ایک مضمون چھپا تھا اور اس میں یہ بات لکھی گئی تھی: ’’یہ بات قابل ذکر ہے کہ حال میں رینڈ کارپوریشن (Rand Corporation) نے فلکی مشاہدات سے اندازہ لگایا ہے کہ زمین جس کہکشاں (Galaxy) میں واقع ہے صرف اسی کے اندر تقریباً 60 کروڑ ایسے سیارے پائے جاتے ہیں جن کے طبعی حالات ہماری زمین سے بہت ملتے جلتے ہیں اور امکان ہے کہ ان کے اندر بھی جاندار مخلوق آباد ہو۔‘‘

زمین کی وسعت اور اللہ کی قدرت کے حوالے سے اکانومسٹ کی مندرجہ بالا بات کا تذکرہ برمحل ہے۔یہ تو کافی پرانی بات ہے اور اب تو ہمارا سائنسی علم اس سے بہت آگے جا چکا ہے‘ لیکن ابھی تک بھی کسی جگہ پر کسی اور جاندار مخلوق کی موجودگی کا حتمی طور پر دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ہمارا علم ابھی تک وہاں نہیں پہنچا‘ لیکن اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اقوام سابقہ کے حالات و واقعات سے عبرت حاصل کرنے اور اللہ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین! ☆☆☆

قرآن مجید اور رسول ﷺ مل کر ’’ذکر‘‘ بنتے ہیں اور یہ ایک مکمل پیکج ہے۔رسولؐ کو اس ذکر سے جدا نہیں کیا جا سکتا‘ لیکن آج کا سب سے بڑا فتنہ یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس ذکر سے الگ کر کے احادیث کا انکار کیا جا رہا ہے!

دعائے صحت — وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ یَشۡفِیۡنِ

☆تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم تربیت انجینئر نوید احمد علیل ہیں

☆حلقہ کراچی شمالی گلستان جوہر 2 کے رفیق جناب دانیال احمد خان کے والد محترم چھت سے گرنے کے باعث شدید علیل ہیں۔

☆تنظیم اسلامی بہاولپور کے اسرہ شاداب کالونی کے رفقاء خضر حنان اور علی عثمان کے والد محترم کینسر کے مرض میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اک صبح نئی

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان کی لاوارث بے جہت خارجہ پالیسی نے مشرق وسطیٰ میں نازک موڑ پر اہم کردار ادا کر کے ساکھ بحال کرنے کا موقع گنوا دیا۔ تحریک انصاف کے غیر سنجیدہ من چلوں اور اپوزیشن کی ان پارٹیوں کی طرف حکومت دیکھتی رہی جو ملّی تصور سے محروم، قومی خودمختاری واستحکام پر واضح سوچ سے بھی فارغ ہیں۔ امریکہ، ایران کی خوشنودی پر نگاہ رکھ کر گومگو کا شکار ہو گئے۔ ڈھلمل، ذومعنی، کاہنوں کی زبان (جس کا جو جی چاہے مطلب نکال لے) میں ایک غیر جانبداری کی شاہکار پارلیمانی قرارداد پاس کر کے فارغ ہو لیے۔ اس وقت نہ سوچا کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب، شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ لہٰذا فوری ردعمل اماراتی وزیر اور سعودی عرب نے دے کر ہماری چال بازی کا پول کھول دیا۔ وہ لمحہ جو دوٹوک رویہ اختیار کر کے (جس پر عوام بھی بالکل واضح تھے مگر نمائندگان نجانے کس panic میں تھے) سعودی عرب کے شریفوں پر ذاتی اور قوم پر احسانات چکانے کا وقت تھا، گنوا دیا۔

عرب دنیا پر ہمارا انحصار ایک حقیقت ہے۔ 30 لاکھ پاکستانی سعودی عرب اور خلیجی ممالک سے سالانہ 14 ارب ڈالر بھیجتے ہیں۔ برطانیہ، امریکہ، یورپی ممالک سے آنے والی رقوم اس سے بہت کم ہیں۔ فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے، دل یا شکم۔ یہاں تو دل اور شکم دونوں ہی کا معاملہ تھا۔ بلکہ سیاست دان نجانے یہ کیسے بھول گئے کہ ان کی ذاتی معیشت بھی ڈوب جائے گی۔ ملک کی لوٹی دولت کا ایک ٹھکانہ اگر سوئس بینک ہیں تو دوسرا امارات! محلات، کمپنیاں، باہر جاتا (ایان علی نوعیت کا) کالا دھن جو سمگل ہو کر جاتا رہا! امریکہ کے لیے جنگ میں کودتے ہوئے تو مشرف نے بے خطر کود پڑا آتش بش میں عشق کر دکھایا تھا۔ سوال کی ضرورت بھی محسوس نہ کی۔ نہ ہی مشاورت کی۔ اشارہ ابروئے امریکہ پر ملک کی آبرو، آزادی بیچ ڈالی اور ہمیں اپنے آپ سے جنگ کی ایک ایسی دلدل میں دھکیلا کہ 80 ہزار جانیں گنوا کر بھی ہم دائروں کے اس سفر سے باہر نہیں آ سکے۔

ہم سعودی عرب کے تحفظ پر سوال کناں یا چیں بہ چیں ہیں؟ گرچہ معاملہ اس بحران سے ہٹ کر ہے مگر ہماری وزارت خارجہ کی عدم دلچسپی، بے نیازی کی بھینٹ پاکستانی باہر چڑھ رہے ہیں۔ 63 ممالک میں 8 ہزار 597 پاکستانی قید میں سڑ رہے ہیں۔ کوئی پرسان حال نہیں۔ یمن میں حوثی مسئلے پر گومگو کی اس پالیسی نے خارجہ پالیسی کی شدید کمزوری ظاہر کر دی ہے۔ اس مختصر عرصے میں پے در پے قلابازیاں، ڈانٹ کھا کر نیا بیان جاری کرنا یا وضاحتیں پیش کرنا ہماری شایان نہ تھا۔ ہر جماعت نے دو دو افراد مقرر کر رکھے تھے۔ ایک کے ذمے یہ کہنا تھا کہ سعودی عرب کے دفاع کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا، حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے جانیں لڑا دیں گے والے جذباتی بیانات، دوسرا فرد عقل مندی کے جرعے پی کر بہکی بہکی کہتا ہے۔ عوام نے نواز شریف کو دوسروں کی جنگ لڑنے کا مینڈیٹ نہیں دیا۔ اگرچہ عوام کیا اور ان کا مینڈیٹ کیا! پرائی جنگیں لڑتے، چونچ دم گم کیے ہمیں 14 سال گزر گئے! ہم نے ترکی کے ساتھ کندھے سے کندھا جوڑ کر بیان داغنے کی جو کوشش کی تو ہم یہ بھول گئے کہ ترکی آزاد اور خودکفیل ہے۔ ہم کشکول لیے ایک جنگ لڑنے کے لیے ڈالر لے رہے ہیں۔ ریال پہلے بھی ہماری مجبوری ہیں، یہ جنگ لڑ لیتے تو ریال تو حلال کرتے! مشرق وسطیٰ کو فرقہ واریت کی آگ میں جھونکنے کی اس کوشش کا بحرین تا یمن سدباب حد درجے اہم ہے۔

خارجہ پالیسی کسی بھی ملک کے عالمی وقار، بین الاقوامی کردار اور سلامتی کی ضامن ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں وزیر خارجہ ہی عنقا ہے! کبھی وزیراعظم کا بیان آتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں وہ ڈیوٹی نبھا رہے ہیں۔ کبھی یکا یک فوجی سربراہ خارجہ پالیسی بیان دے دیتے ہیں۔ اور اب تو اس نازک مرحلے میں شہباز شریف اور ولی عہد اس الجھن کو سلجھانے خارجی امور کی مہارت لیے جا پہنچے! ہم زیادہ نہیں کہتے کیونکہ پہلے ہی خارجہ، خارجی، خوارج کی گردان پڑھی جا رہی ہے۔ بھلا ہو سلامتی کونسل کا جس نے عربوں کی پیش کردہ قرارداد منظور کر لی۔ ہم فوراً اپنی قرارداد چھوڑ کر اس قرارداد تلے اظہار یک جہتی کے لیے جا کھڑے ہوئے۔ قصہ مختصر، قلابازیوں کا یہ سفر ایٹمی پاکستان (جس سے عرب دنیا کی بے شمار توقعات وابستہ تھیں) کے شایان شان نہ تھا۔ سوگز واردوں اور ایک بھی نہ پھاڑوں، کا زبانی جمع خرچ بھاری پڑا۔ بروقت نہ پھاڑا جائے تو پھر ایسا سوگز (خدانخواستہ) کفن کے کام ہی آتا ہے۔

خارجہ پالیسی کا ایک اور شاہکار قمر الزماں، ڈپٹی سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی کی بنگلہ دیش میں پھانسی پر شان بے نیازی کا بے رحمانہ، منافقانہ اظہار ہے۔ انہیں 17 سال کی عمر میں پاکستان فوج کے ساتھ متحدہ پاکستان کی سالمیت کی جنگ لڑنے کی پاداش میں من گھڑت الزامات لگا کر سزا دی گئی۔ بین الاقوامی اداروں نے بھی پھانسی گھاٹ کھولنے والے اس جنگی ٹریبونل کو خلاف انصاف قرار دیا ہے۔ واویلا انہوں نے اس لیے نہیں کیا کہ قمر الزمان سچے مسلمان تھے۔ پاکستان نے تشویش یا مذمت تو کجا، متحدہ پاکستان کے لیے جانیں لٹانے والے اس گروہ سے مکمل اعراض برتا۔ فرمایا ترجمان صاحبہ نے: ہم ان واقعات کو غور سے دیکھ رہے ہیں جو بنگلہ دیش کے اندرونی معاملات ہیں۔ آپ کے غور فرماتے چار پاکستان پر جانیں، جوانیاں لٹانے والے پھانسی چڑھ گئے! قمر الزمان وہ بہادر رہنما تھے کہ بنگلہ دیش کے اسلامی تشخص اور بھارت نوازی کی مخالفت میں ثابت قدم رہے۔ بانی جماعت سید مودودیؒ کی طرح (جنہیں فوجی عدالت نے مسئلہ قادیانیت پر پھانسی کی سزا دی تھی) رحم کی اپیل کا قانونی حق استعمال کرنے سے عین اسی لب ولہجے میں انکار کیا کہ موت کے فیصلے زمین پر نہیں آسمان پر ہوتے ہیں۔ سوالمحیی الممیت۔ زندگی اور موت کے مالک رب نے ایک کو خدمت دین کے لیے مہلت دینے کا فیصلہ کیا، دوسرے کے لیے شہادت کا اعزاز لکھا۔

اسلام نے اصطلاحات اپنی وضع کی ہیں۔ زندگی، موت کے فلسفے بدل دیئے ہیں۔ ایک طرف وہ مردہ ہے جس کے لیے حکم دے دیا کہ اسے مردہ (بقیہ صفحہ 19 پر)

یوم مئی: مزدوروں کا دن؟

تفصیل احمد ضیغم

یکم مئی کا دن ہر سال آتا ہے اور اس دن ہمارے سکول، کالجز، سرکاری دفاتر، ادارے، مارکیٹیں اور دکانیں بند ہوتی ہیں۔ نعرہ لگایا جاتا ہے کہ یہ محنت کشوں کا دن ہے، دہقانوں کا دن ہے، معماروں کا دن ہے اور مزدوروں کا دن ہے۔ تمام مزدور اس دن فیکٹریوں اور ملوں کو بند کر کے جلوس کی شکل میں سڑک پر نکل آتے ہیں۔ پُرامن جلوس بھی ہوتے ہیں، نعرے بازی اور ہنگامے بھی ہوتے ہیں۔ سرخ جھنڈے لہرا کے قرار دادیں پیش کی جاتی ہیں۔ اس دن کو منانا مسلمان مزدور بھی اپنا حق سمجھتا ہے، لیکن افسوس ناک امر یہ ہے کہ اس دن کا مسلمانوں کی ثقافت اور اسلامی روایات سے کوئی تعلق نہیں۔ جس طرح دیگر غیر اسلامی تہوار جیسے بسنت، ویلنٹائن ڈے، اپریل فول وغیرہ ہمارے معاشرہ میں رواج پا گئے ہیں اسی طرح یکم مئی کو مزدور دن منانا بھی خالصتاً غیر اسلامی ہے اور حصول حقوق کی آڑ میں معیشت کی تباہی اور مالک و مزدور کے مابین ایک خلیج حائل کرنے کی کوشش ہے۔ اسلام میں کوئی خاص دن منانے سے مزدور کے حقوق متعین نہیں ہو جاتے بلکہ ہمارے دین نے ایک مستقل نظام پیش کیا ہے جسے سامنے رکھ کر ہر دور اور ہر معاشرہ میں مالک و مزدور ہر دو کو عادلانہ حقوق دلائے جا سکتے ہیں۔

یکم مئی کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا رشتہ و تعلق کس قوم سے ہے؟ اس کی تاریخ کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ ہم مختصر طور پر آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں جس سے یہ واضح ہوگا کہ ہم کس طرح اسلامی روایات کو چھوڑ کے غیر مسلم رسومات پہ فخر و ناز کر رہے ہیں اور اس خنجر سے ہماری تہذیب کس طرح قتل ہو رہی ہے۔

یکم مئی کی تاریخی حیثیت

انیسویں صدی کے نصف میں روس میں مزدوروں سے روزانہ انیس بیس گھنٹے کام لیا جاتا تھا اور معاوضہ اتنا بھی نہیں دیا جاتا تھا کہ وہ اور ان کے بیوی بچے دو وقت پیٹ بھر کے اچھا کھانا کھا سکیں۔ وہ ہاتھ جو فصلیں اگاتے تھے، ان کے بچے اچھے کھانے کو ترستے تھے۔ وہ ہاتھ جو کھڈیوں اور فیکٹریوں میں ہزاروں لاکھوں گز کپڑا بنتے، ان کی عورتیں جسم چھپانے کو ترستی تھی۔ فیکٹری کے کسی حصے میں آگ بھڑک اٹھتی تو کئی مزدور جل کر راکھ ہو جاتے۔ سرمایہ دار یہ کہتے ہوئے نظر انداز کر دیتے کہ ’’کام کے دوران حادثات ہو سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے، ایک حادثہ ہو گیا۔ مزدوری کرتے وقت مر کھپ جانا ہی کام کا حصہ ہے۔‘‘ انہی مزدوروں کی وجہ سے خام مال تیار شدہ مصنوعات میں تبدیل ہو رہا تھا۔ زردار سرمایہ دار بن رہے تھے اور سرمایہ دار اپنی عیاریوں سے غریب کا خون چوس رہے تھے۔ اوقات کار کا تعین نہ ہونے کے سبب امریکہ میں بھی مزدوروں سے سولہ سولہ گھنٹے کام لیا جانے لگا۔ امریکہ اور روس کی متمدن تہذیب کا یہ حال تھا کہ وہاں ہل چلانے والے بیل کی طرح مزدور کو مشین چلانے والا ترقی یافتہ جانور سمجھا جاتا تھا اور فیکٹریوں میں کام کرنے والے غلام سمجھے جاتے تھے۔

فطری بات ہے کہ جس مذہب اور قانون میں ظلم جائز ہو، انسان اس سے تنگ آ جاتا ہے۔ یورپ اور روس کے محنت کشوں نے دس گھنٹے کام کرنے کی تحریک کا آغاز کیا، لیکن سرمایہ دار اور جاگیردار حکومتیں مزدوروں کی ہر جائز جدوجہد کو خلاف ضابطہ قرار دے کر ہمیشہ کے لیے دبانے کے درپے تھیں۔ چنانچہ اس تحریک کو پوری قوت اور بے دردی سے کچل دیا گیا۔ پھر دوسری مرتبہ امریکی مزدوروں نے یکم مئی 1886ء میں بے روزگاری اور سرمایہ داروں کے مظالم کے خلاف ہڑتال کا اعلان کیا۔ اس مرتبہ مزدور بپھرے ہوئے تھے اور امریکہ کے صنعتی شہر شکاگو میں فیکٹریاں اور کارخانے بند تھے۔ کالے اور گورے تمام مزدور امریکی قانون پر لعنت بھیج رہے تھے جس میں مزدور کو تحفظ نہیں تھا اور سرمایہ دار کی ہوس پرستیوں کو روکنے کے لیے کوئی لگام بھی نہیں تھی۔ مزدور نعرے لگا رہے تھے ’’اوقات کار میں کمی کرو۔ اتنی اجرت دو کہ زندہ رہ سکیں‘‘۔ ہڑتال کا آغاز یکم مئی سے ہوا اور جب 3 مئی کو بھی ہڑتال رہی تو پولیس نے سرمایہ داروں کے حکم سے ہڑتال کرنے والے مزدوروں پر فائر کھول دیا۔ کئی مزدور ہلاک ہو گئے۔ 4 مئی کو محنت کشوں نے ہلاک ہونے والوں کے سوگ میں ایک اور جلوس نکالا۔ مزدوروں کی ایک بڑی تعداد شکاگو مارکیٹ کے چوراہے میں جمع ہو گئی۔ اس مرتبہ پولیس اور فوج نے مل کر حملہ کیا۔ سڑکیں اور دیواریں مزدوروں کے خون سے سرخ ہو گئیں۔ اپنے مطالبات منوانے کے لیے جو سفید پرچم انہوں نے اٹھا رکھے تھے، سرخ ہو گئے۔ بعض نے اپنی قمیصیں پھاڑ کے اپنے بھائیوں کے سرخ خون سے رنگ کے پرچم بنا لیے۔ اپنے حقوق کے حصول کے لیے جو صدا بلند کی تھی اس کے جرم میں نہ صرف ان کو گولیوں کا نشانہ بننا پڑا بلکہ وہ تختہ دار پر بھی کھینچے گئے۔

مذکورہ واقعہ سے ہمیں یکم مئی کے ہنگامہ کی وجوہات یوں نظر آتی ہیں:

☆ امریکی اور روسی مزدوروں کے لیے کام کرنے کا مناسب وقت متعین نہیں تھا۔
☆ مزدور کے معاشی حالات کے مطابق مناسب اجرت نہیں تھی۔
☆ ان سے اس قدر کام لینے کی کوشش کی جاتی جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے تھے۔
☆ معاشرتی مساوات کے برعکس آقائی تصور قائم تھا۔
☆ مزدور کی عزت نفس کو پامال کیا جاتا تھا۔
☆ امریکی معاشرت میں اعلیٰ کو ادنیٰ پر ظلم کا اختیار تھا۔

یہ تمام وجوہات ظلم و ناانصافی کے گندے وجود سے جنم لیتی ہیں جن سے امریکی اور روسی معاشرہ متعفن تھا۔ اسلامی نقطہ نظر کو بیان کرنے سے پہلے یکم مئی کے دن لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے سرزد ہونے والے بعض امور کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

مسلم ممالک میں یکم مئی کو شکاگو میں ہلاک ہونے والے غیر مسلم مزدوروں کو شہید مزدور کہہ کے خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔ ان بھولے لوگوں کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ غیر مسلم کو شہداء کے روپ میں پیش کرنا اسلامی تعلیمات اور اصطلاحات کا مذاق ہے۔ شہید کی عظمت اور مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ غیر مسلم کا تصور و خیال بھی ان بلندیوں کو نہیں چھو سکتا جہاں شہید کا گزر ہے۔ کیا مسلمان مزدور لیڈروں اور عوام کو اتنا بھی علم نہیں کہ شہادت کے بلند مقام پر فائز ہونے کے لیے پہلے مسلمان ہونا ضروری ہے؟ اس لیے سوشلزم اور اشتراکیت کے علمبرداروں کا یہ مقرر کردہ دن منانے والوں کو جان لینا چاہیے کہ ایک تو یہ

دن ویسے ہی غیر اسلامی ہے، دوسرا اس میں اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور ہم امریکی مزدور لیڈروں کے اشاروں پہ ناچ کر امریکی کلچر کو فروغ دے رہے ہیں۔ جس طرح اپریل فول، ویلنٹائن ڈے، بسنت، ہیپی نیو ائیر وغیرہ منانا تشبہ بالنصاریٰ ہے۔ اسی طرح یکم مئی کو مزدور دن منانا اور غیر مسلموں کو خراج عقیدت پیش کرنا بھی مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کے زمرے میں آتا ہے۔ مسلمان کو تو کوئی ایسا مزدور دن منانے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ اسلام نے مزدور اور مالک کے تمام حقوق متعین کر دیئے ہیں، جن پر عمل کیا جائے تو عادلانہ توازن قائم ہو جائے گا جس سے معیشت اور معاشرت دونوں میں جائز ضروریات حل ہو جاتی ہیں۔

سرمایہ دار اور مزدور کے مابین جھگڑے کی وجوہات کو اگر تلاش کیا جائے تو ایک طویل فہرست تیار کی جا سکتی ہے لیکن اس کی بنیاد صرف ایک ہی ہے، یعنی خیر خواہی کے جذبہ سے عاری ذہنیت جو سرمایہ دار اور مزدور دونوں میں موجود ہے۔ سرمایہ دار چاہتا ہے کہ مزدور سے کام زیادہ لے اور اپنا زیادہ نفع یقینی بنائے جبکہ مزدور چاہتا ہے کہ کام چوری کرے، کارخانہ کی پیداوار نہ ہو مگر اسے اجرت زیادہ سے زیادہ ملے۔ یہی وہ خود غرضانہ ذہنیت ہے جس نے سرمایہ دار کو ظالمانہ استحصال پر لگا دیا ہے اور مزدور کو بغاوت پر ابھار دیا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مالک خود کو برتر اور فریق ثانی کو کم تر سمجھتا ہے۔ یہی تصور اسے فریق ثانی پر زیادتیوں میں دلیر بنا دیتا ہے۔ اسلام نے اس برتری کے تصور پر کاری ضرب لگائی اور مزدور کے حقوق مقرر کرتے ہوئے فرمایا: ''تمہارے مزدور یا ملازم تمہارے بھائی ہیں۔ پس اللہ نے تم میں سے جس کے ماتحت اس کے کسی بھائی کو کیا ہے تو وہ اس کو ویسا ہی کھلائے جیسا وہ خود کھاتا ہے، اور ایسی سے اس کو پہنائے جس سے وہ خود لباس پہنتا ہے، اور اس کو وہ کام کرنے کا نہ کہے جسے کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا اور اگر ایسا کام بھی کرنے کا کہہ دے تو خود بھی اس کا ہاتھ بٹائے۔''

درج بالا حدیث نے بڑے احسن انداز سے مزدور کے حقوق متعین فرما دیئے ہیں۔ مثلاً:

مزدور کے معاشی حالات کے مطابق اجرت

حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مالک جو کھاتا ہے ویسا ہی مزدور یا ملازم کو کھلائے اور جو پہنتا ہے ویسا ہی اس کو پہنائے۔ ان الفاظ سے مالک اور مزدور کے لیے معاشی زندگی کا ایک اصول مقرر کر دیا ہے کہ نہ تو مالک کو عیاشانہ زندگی اور ہوس پرستی کی اجازت ہے اور نہ مزدور کو اتنا معاوضہ دینے کی کہ وہ بمشکل اپنی زندگی برقرار رکھ سکے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ مالک اپنی خوراک و پوشاک کو اس سطح تک نیچے لے آئے جس سطح تک وہ مزدور کی خوراک و پوشاک کو بلند کر سکتا ہے۔ مزدور دن جس شاخ سے پھوٹا ہے اس کی تہہ میں یہ بات شامل تھی کہ مزدور کو جینے کے لیے اتنی خوراک دو کہ اس کی روح اور بدن کا رشتہ ہی قائم رہ سکے۔

مزدور کی طاقت سے بڑھ کر کام لینے کی ممانعت

حدیث بالا میں ہے کہ مزدور کو وہ کام کرنے کے لیے نہ کہا جائے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ دیکھا جائے تو ان الفاظ سے مزدور کے اوقات کار کا تعین ہوتا ہے۔ مثلاً ایک عام انسان ایک دن، ہفتہ یا مہینہ بھر میں کتنا اور کتنے گھنٹے کام کر سکتا ہے جو اس کی صحت پر منفی اثرات مرتب نہ کرے۔ اس کی طاقت کے مطابق کام کرنے میں بیماری کی صورت میں رخصت اور غمی یا خوشی کے موقع پر انسانی مجبوری سب ہی شامل ہیں۔ اگر ایسے موقع پر بھی اس سے کام لیا جائے گا تو اس ضمن میں آئے گا جس کے کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ امریکہ کے گندے قانون میں مزدور سے سولہ سولہ گھنٹے کام لیا جا رہا تھا۔ یہیں سے نفرت کی دیواریں بلند ہونا شروع ہوئیں۔

مزدور کی عزت نفس کا خیال

مزدور کو اچھا کھانا دینے، اچھا کپڑا دینے اور مناسب کام لینے میں اس کی عزت افزائی ہے۔ نیز اسلام نے فرمایا ہے: اعطوا الا جیر الا جر قبل ان یجف عرقه (ابن ماجہ) ''مزدور کو مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو''۔ اُدھر وہ کام سے فارغ ہوا، اِدھر اس کے ہاتھ میں اجرت تھما دو۔ یہ احترام ہے مزدور کا جس کا حکم اسلام نے دیا ہے۔

اعلیٰ و ادنیٰ کے تصور کا خاتمہ

حدیث میں کہا گیا ہے کہ تمہارے مزدور و ملازم تمہارے بھائی ہیں۔ اس سے آقائی تصور کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسلام میں تو مزدور کو بھائی کہا جا رہا ہے اور بھائیوں کی طرح ان سے سلوک کا حکم دیا جا رہا ہے جبکہ امریکی نظام میں تو مزدور کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھا گیا تھا۔ لہٰذا مزدوروں کے تمام مسائل کا حل اسلام کے اندر ہے۔

اسلام کو ملک کا واحد سپریم لاء تسلیم کیا جائے تو کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔ جلوس نکالنے، جلسے اور ہڑتالیں کرنے اور نعرہ بازی سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ فساد اور جھگڑا مزید پھیلتا ہے۔ نہ ہی سرکاری طور پر چھٹی منانے سے مزدور کے مسائل حل ہوتے ہیں۔ سرکاری طور پر چھٹی کا اعلان کرنا اگر ایک طرف مزدور اور مالک کے درمیان نفرت پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے تو دوسری جانب اشتراکیت اور سوشلزم کی جانب قدم بڑھانے میں بھی معاونت کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک دوسرے نظام اسلام سے بڑھ کر مزدور کے حقوق کا تحفظ کر سکتے ہیں، جبھی تو ہم نچلی سطح پر ان کا دن منا کے غیر مسلموں کو شہداء کے نام سے پکار رہے ہیں اور سرکاری سطح پر چھٹی کا اعلان کر کے انہیں خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ اسلام دشمنوں کا مقصد بھی یہ ہے کہ

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کر فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

اسلام نے اگر ایک طرف مزدور کے حقوق متعین کئے ہیں تو دوسری جانب مزدور کو اس کی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ قرآن کے مطابق، مزدور میں دو خوبیوں کا ہونا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ﴾ (القصص: 26) ''بہتر مزدور جو تو رکھے وہ طاقتور اور امین ہونا چاہیے۔''

یہاں طاقت سے مراد کام کرنے کی صلاحیت ہے۔ دفتری کام ہو یا کوئی بھی جسمانی کام، اسے اس کام کی طاقت و صلاحیت ہونی چاہیے۔ دوسرا یہ کہ وہ مالک کے مفادات کا امین ہو۔ جو کام بھی اسے سونپا جائے اسے امانت و دیانت سے کرنے والا ہو۔ یہ دو صفات، کاروباری اعتبار سے بہتر کارکردگی اور کامیابی کی جان ہیں۔ اگر مزدور اپنے کام کو نیک نیتی سے نہیں کرتا تو ہو سکتا ہے کہ دنیا میں تو وہ مالک کی آنکھوں میں دھول جھونک دے لیکن آخرت میں وہ عنداللہ جواب دہ ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ((کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ)) (صحیح بخاری، کتاب النکاح) ''یاد رکھو تم میں سے ہر کوئی نگران و مسئول ہے اور ہر ایک سے اس کی مسئولیت کے بارے میں (قیامت کے دن) باز پرس ہوگی۔''

آج اسلام سے بڑھ کے مالک و مزدور کے حقوق کا محافظ دنیا کا کوئی قانون نظر نہیں آتا، لیکن یہ کیسا احساس کمتری اور رُلا دینے والی بدبختی ہے کہ ہمارے اپنے گھر میں تہذیب و ثقافت کے یہ لعل و گہر موجود ہیں اور ہم غیروں کے طرز زندگی کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ جو نازیبا حرکات وہ کرتے ہیں، ہم انہیں فیشن کا نام دے کر قبول کر لیتے ہیں۔ ❁❁❁

ایران کی ایٹمی صلاحیت سے دستبرداری

8 اپریل کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانانِ گرامی:
رضاء الحق (ریسرچ سکالر، تنظیم اسلامی)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: ایران کے ایٹمی پروگرام کو محدود کرنے کے لیے ایران اور P5+1 کے درمیان ایک فریم ورک تیار ہو گیا ہے۔اس کا کیا پس منظر ہے؟

رضاء الحق: اصل میں یہ معاہدہ ایک فریم ورک ہے۔ اس کی بنیاد 2004ء سے شروع ہوئی تھی۔آہستہ آہستہ یہ بات بڑھتی گئی۔تقریباً 15 سے 17 نشستوں کے اندر بات یہاں تک پہنچی کہ 12 اپریل 2015ء کو یہ فریم ورک ایران اور P5+1 کے درمیان طے پا گیا۔

سوال: ایرانی وزیر خارجہ اور یورپی یونین کے ہائی کمشنر کے درمیان جو بات چیت چل رہی تھی، کیا یہ 2004ء سے یعنی 11 سال سے چل رہی تھی اور انہی شخصیات کے ساتھ چل رہی تھی؟

رضاء الحق: شخصیات بدلتی رہیں، ممالک شامل ہوتے رہے یہاں تک کہ وہ موجودہ صورت حال تک پہنچ گئے۔ایک ایسا موقع بھی آیا کہ مذاکرات کے تقریباً 10 راؤنڈز کے بعد امریکن کانگریس نے بہت سخت بیان جاری کر دیا کہ ایران ہماری بات نہیں مان رہا تو اس کے اُوپر مزید سخت پابندیاں لگائی جائیں۔ایران کا نیوکلیئر پروگرام اس وقت یورینیم یا پلوٹونیم کی 20 فی صد افزودگی کر رہا ہے جو کہ عالمی قوانین کے مطابق جائز ہے۔بجلی کی پیداوار کے لیے تین یا چار فیصد افزودگی چاہیے ہوتی ہے۔چونکہ امریکہ نہیں چاہتا تھا کہ ایران کسی بھی قسم کی افزودگی میں آگے بڑھے، اس لیے پہلے ایران پر پابندیاں لگائی گئیں۔ان پابندیوں کا وہاں کے عوام پر اثر ہوا۔ان کا معیار زندگی نیچے گیا۔ایرانی حکومت کو بھی اس چیز کا احساس ہوا تو بالآخر انہوں نے مذاکرات شروع کیے۔

سوال: فریم ورک کی تھوڑی سی تفصیلات بتائیے؟

رضاء الحق: اس فریم ورک کے اندر دو چیزیں زیادہ اہم ہیں۔پہلی یہ کہ ایران کا نیوکلیئر پروگرام یورینیم کی 3 سے 4 فیصد افزودگی کے درمیان ہوگا جو کہ صرف بجلی کی پیداوار کے لیے کافی ہے۔دوسری بات یہ کہ سینٹری فیوجز کی تعداد کم کی جائے گی۔تیسری چیز اس فریم ورک میں یہ رکھی گئی ہے کہ انسپکشن بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔ایران کوئی چیز آف دی ریکارڈ نہیں کر سکے گا۔اس کے بدلے میں ایران کے منجمد اثاثے بحال کیے جائیں گے اور اس پر عائد پابندیاں ختم کی جائیں گی۔اس فریم ورک کے نتیجے میں کوئی معاہدہ مئی یا جون 2015ء میں متوقع ہے۔

سوال: امریکہ اور ایران دونوں کے لیے اس معاہدے کے فائدے اور نقصانات کیا کیا ہیں؟

رضاء الحق: نقصان تو صرف ایران ہی کا ہے، امریکہ کا تو اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔اس میں ایران کا کوئی فائدہ نظر نہیں آ رہا۔

مرتب: محمد خلیق

ایوب بیگ مرزا: ایران کا ایٹم بم والا باب اب بند ہو گیا ہے، اس کے کھولنے کے امکانات کوئی نہیں ہیں۔حسن روحانی کی جو نئی حکومت قائم ہوئی ہے، انہوں نے اپنی انتخابی مہم میں اس قسم کے اشارے دیئے تھے کہ آپ کو خوشحال کر دیا جائے گا، معیشت بحال ہو جائے گی، ہم پر پابندیاں ختم ہو جائیں گی۔اگر آپ اس حوالے سے دیکھیں کہ دنیاوی طور پر ایران نے کیا پایا تو ان پر پابندیاں ختم ہو جائیں گی جس سے ان کی معیشت پر یقیناً ایک اچھا اثر پڑے گا۔ان کے منجمد اثاثے بحال ہو جائیں گے۔لہٰذا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایران نے عزت کھو کے پیسہ پایا ہے۔

سوال: اور امریکہ نے؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ وہ اب بھی دنیا کو ڈکٹیٹ کر رہا ہے۔ایران امریکہ دشمنی کتنی مشہور تھی اور ایران میں امریکہ کو کیا کچھ نہیں کہا جاتا تھا، لیکن بالآخر ایران کو امریکہ کی لائن پر آنا پڑا ہے۔امریکہ کی تو صد فیصد win win پوزیشن ہے۔

سوال: صدر اوباما اس معاہدے کو سفارتی کامیابی قرار دے رہے ہیں جبکہ اسرائیل اور بعض عرب ریاستیں اسے ناپسند کر رہی ہیں۔اس صورت حال میں آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اس معاملے میں اگرچہ امریکہ اور اسرائیل کا اختلاف سامنے آیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے درمیان ایک طے شدہ بات ہے کہ ہم ایران کو اس سطح پر لاتے ہیں کہ اس کے لیے ایٹم بم بنانا ناممکن ہو جائے جبکہ تم شور کرتے رہنا۔یہ امریکہ اور اسرائیل کا مک مکا ہے۔ایران اپنے عوام کو ایک تو پابندیاں ہٹنے کا تحفہ دے گا، دوسرے منجمد اثاثے بحال ہونے کا، اور اس کے ساتھ لوگوں کو بتائے گا کہ ہم نے وہ معاہدہ کیا جس پر اسرائیل تڑپ رہا ہے۔عام آدمی اس سے مطمئن ہو جائے گا کہ ٹھیک ہے، چونکہ اسرائیل ہمارا دشمن ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ معاہدہ کافی حد تک ہمارے حق میں ہے۔عام آدمی کو تو افزودگی یا سینٹری فیوجز کے بارے میں اتنی معلومات نہیں ہوتیں۔

سوال: اسرائیل کو تو بڑے بڑے اعتراضات ہیں۔اسے تو پاکستان جیسے کسی بھی اسلامی ملک کے بجلی میں خودکفیل ہونے پر بھی اعتراض ہے۔اس حوالے سے پاک ایران گیس پائپ لائن میں روڑے اٹکائے گئے۔

ایوب بیگ مرزا: اس سے ان کی سلامتی کو براہ راست تو کوئی خطرہ نہیں پڑتا۔ایٹم بم سے تو ان کی سلامتی کو خطرہ پڑتا ہے۔پھر یہ کہ اسرائیل پاکستان کے حوالے سے ڈسا ہوا ہے۔وہ پاکستان کے معاملے میں امریکہ کو متنبہ کرتا رہا، روکتا رہا لیکن یہ پاکستان کی خوش قسمتی تھی کہ امریکہ افغانستان میں بری طرح پھنسا ہوا تھا اور اس کے پاس

> **ایران کا ایٹم بم والا باب بند ہو چکا۔اس نے عزت کھو کے پیسہ پایا ہے۔**

خاموشی اختیار کرنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔یوں پاکستان کو موقع مل گیا اور اس نے ریڈ لائن کراس کر لی۔اسرائیل سمجھتا ہے کہ ایران کے معاملے میں اتنا شور مچاؤ کہ وہ اس ریڈ لائن کے قریب بھی نہ جائے، وگرنہ وہ سمجھتا ہے کہ 4 فیصد تو کیا، تقریباً 90 فیصد سے زیادہ افزودگی ہو تب کہیں جا کر آپ ایٹم بم بنا سکتے ہیں۔میری رائے میں تو

ایرانی سائنس دان یہ کام کرنے کے اہل بھی نہیں ہیں۔

سوال: تو پھر اتنے عرصے سے یہ واویلا کیسا تھا؟

ایوب بیگ مرزا: جب آپ کا دشمن سامنے ہو تو آپ اس بات پر انحصار نہیں کر سکتے کہ وہ آج قابل نہیں ہے۔ آج نہیں ہے تو کل ہو جائے گا۔ اسرائیل اور امریکہ اپنی سیکورٹی کے حوالے سے اتنے حساس ہیں کہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتے۔

> پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو تباہ کرنے کے لیے اسرائیل نے بہت کوشش کی۔

سوال: امریکہ نے عراق اور لیبیا کو ایٹمی حوالے سے طاقت کے ذریعے روکا، ایران کے ساتھ وہ معاہدہ کرنے جا رہا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ امریکہ کسی اسلامی ملک کو ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے نہیں دیتا؟

رضاء الحق: اصل میں یہ ابھی محض فریم ورک ہے، معاہدہ نہیں ہوا۔ ان دونوں چیزوں کو ہمیں علیحدہ رکھنا چاہیے۔ ابھی اس معاملے میں امریکن کانگریس involve نہیں ہوئی۔ ایک اور بات کہ امریکہ، کینیڈا، انگلینڈ، جرمنی، فرانس جیسے ممالک میں یہودی لابی بہت مضبوط ہے۔ ان کے انتخابی عمل، فیصلہ سازی اور قانون سازی میں بھی یہودی لابی کا بڑا ہاتھ ہے۔

سوال: یہ فریم ورک اگر معاہدے کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو یہودی لابی اس کی توثیق ہونے دے گی؟

رضاء الحق: اس کا انحصار اس امر پر ہے کہ معاہدے کی توثیق ہونے کی صورت میں لوگ اس پر گارنٹرز بن جاتے ہیں یا نہیں بنتے۔ اگر صدر تبدیل ہو جائے، اور کانگریس میں ایسے لوگ آ جائیں جن کی حمایت یہودی لابی نے کی ہو چاہے وہ ڈیموکریٹس ہوں یا republicans، تو وہ جس وقت چاہیں اس معاہدے سے یک طرفہ طور پر انکار کر سکتے ہیں باوجود اس کے کہ فریق ثانی تمام شرائط پوری بھی کر رہا ہو۔ پیٹرو ڈالر کے حوالے سے ماضی میں ایسا ہو چکا ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ ایران کے حوالے سے تھوڑا سا مختلف معاملہ تھا۔ ایران کی زیادہ تر تجارت یورپین یونین اور ایشیا کے ممالک کے ساتھ تھی جبکہ اسے چین اور روس کی حمایت بھی حاصل تھی۔ اس لیے پابندیوں کے باوجود یہ محسوس کیا گیا کہ بہتر یہی ہے کہ بات چیت کر کے ایران کو اپنا نیوکلیئر پروگرام رول بیک کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ جہاں تک یورینیم کی افزودگی کا تعلق ہے، اسلامی ممالک میں پاکستان کے علاوہ کوئی بھی ایسا ملک نہیں ہے جو یہ صلاحیت رکھتا ہو۔ پاکستان تو ایسا کر چکا ہے۔ اب پاکستان کے پاس شاہین III کے نام سے ایسا میزائل بھی آ گیا ہے جو کہ officially stated ہے، جس کی رینج تقریباً 2700 کلومیٹر ہے اور وہ اسرائیل سمیت مشرق وسطیٰ کے کسی بھی علاقے کو ہدف بنا سکتا ہے۔ لیکن اسرائیل اس کے اُوپر کوئی بات نہیں کرے گا۔ کیوں؟ ایران کی موجودہ پوزیشن ایسی ہے کہ اس کو دبایا جا سکتا ہے جبکہ پاکستان اس پوزیشن میں نہیں ہے۔ اسرائیل پاکستان کو دبا نہیں سکتا۔

ایوب بیگ مرزا: ایسا نہیں ہے کہ پاکستان کو دبایا نہیں جا سکتا۔ پاکستان کو بھی دبایا جا رہا ہے۔ یہ جو پاکستان میں دہشت گردی ہو رہی ہے، یہاں جو سیاسی عدم استحکام ہے، یہ دباؤ ہی کے مختلف حربے ہیں۔ اصل میں ایران کے پاس ابھی کچھ ہے نہیں، وہ بنانا چاہتا ہے جبکہ پاکستان کے ساتھ اس طرح بات نہیں کی جا سکتی کیونکہ پاکستان کے پاس ایک چیز پہلے سے موجود ہے۔ اگر وہ معاملات کو خطرناک حد تک لے جائیں اور جنگ کی کیفیت پیدا ہو جائے تو پاکستان کے پاس اسے استعمال کرنے کا آپشن موجود ہے۔ اسی لیے پاکستان کے بارے میں اسرائیل نے بہت کوششیں کی ہیں۔ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ گوہر ایوب نے ایک انٹرویو میں بتایا تھا کہ انڈین جہازوں کو اسرائیلی کلر دے کر اور ان پر اسرائیلی جھنڈے لگا کر دہلی سے کہوٹہ پر اسرائیلی حملہ کرنے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ آئی ایس آئی نے بروقت اطلاع کر دی تھی تو راتوں رات پاکستان نے بندوبست کر لیا۔ رات کو ہی سفیروں کو اُٹھایا گیا۔ ایک سفیر نے کہا کہ صبح دیکھیں گے، تو اسے جواب دیا گیا کہ شاید صبح نہ ہو۔ یوں پاکستان کو ہر سطح پر دبانے کی کوشش کی گئی۔ البتہ پاکستان کے حوالے سے انھیں ایک احتیاط کرنی پڑتی ہے کہ معاملے کو جنگ تک نہ لے جایا جائے۔ جنگ ہونے کی صورت میں اگرچہ امریکہ کا تو کچھ نہیں بگڑے گا لیکن اسرائیل اور بھارت کا تو بگڑ جائے گا۔ مجھے صدر ضیاء الحق کی ایک بات بہت پسند تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب افغانستان کا مسئلہ سامنے آیا تھا تو جنرل مشرف کو بھی اسی طرح کی بات کرنی چاہیے تھی۔ صدر ضیاء الحق نے جب دیکھا کہ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کے حوالے سے اسرائیلی سازشیں بہت بڑھ گئی ہیں تو انہوں نے ایک بیان جاری کیا تھا کہ: ''ہم نہیں جانتے اسرائیل کون ہے، ہم نہیں جانتے دنیا کے کسی ملک کو۔ ہم پر کوئی حملہ کرے، ہم جواب ہندوستان ہی کو دیں گے۔'' ظاہر ہے کوئی بھی پاکستان پہ حملہ کرتا، اس کو ہندوستان کی مدد لینی پڑتی۔ لہٰذا ہندوستان نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔

سوال: کیا ایران کے ساتھ امریکی دوستی کے بعد پاک ایران گیس پائپ لائن معاہدے میں پیش رفت ہو سکے گی؟

ایوب بیگ مرزا: ایران اور امریکہ کی پرانی دوستی ہے۔ پہلے یہ خفیہ دوستی تھی۔ ظاہر طور پر یہ دشمن تھے لیکن اندرونی طور پر دوست تھے۔ اب صورت حال میں ایک تبدیلی آ گئی اور انھیں اپنی دوستی ظاہر کرنی پڑی ہے۔ امریکہ کو ایران کے ایٹمی پروگرام پر اسرائیل کی وجہ سے یقیناً تحفظات تھے، اور ان کی دوستی میں یہ بات صاف چلتی تھی کہ بھئی اس کا کچھ کرو، پھر ہم تمہاری پشت پر ہیں۔ اب آپ نے دیکھا کہ وہی ہوا ہے۔ جونہی ایران اس سٹیج پر آیا ہے تو اس نے رول بیک کر لیا۔ ایران سے ایٹم بم کا جنازہ نکل گیا، جس طرح لیبیا میں نکلا تھا۔ لہٰذا اب وہ دوستی کھل کے سامنے آ گئی۔ گیس پائپ لائن کے بارے میں مختلف لوگوں کی مختلف رائے ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ گیس پائپ لائن ہمیں سوٹ ہی نہیں کرتی۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ پاکستان میں ابھی گیس کے اتنے ذخائر ہیں کہ اگر سنجیدگی سے ان کو تلاش کیا جائے تو ہماری کئی صدیوں کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔

سوال: اگر یہ گیس نہیں لے رہے تو اُدھر سے ایل این جی لینا شروع کر دی ہے۔ ہم نے کون سی یکسوئی سے تلاش شروع کر دی ہے!

ایوب بیگ مرزا: ایل این جی کی درآمد کا کام کوئی پختہ بنیادوں پر نہیں ہے۔ وہ جس وقت چاہیں گے، روک دیں گے۔ ایک دفعہ بنانے کے بعد اگر ہم اس کو استعمال نہ کریں گے تو یہ بے کار ہو جائے گی اور اربوں روپے کا سرمایہ ڈوب جائے گا۔ ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ ایران کی گیس پاکستان کو کوئی ایسا فائدہ نہیں پہنچائے گی بلکہ یہاں گیس کی مزید تلاش میں رکاوٹ بنے گی۔ جب تک واقعتاً ان کی ڈیل نہیں ہو گی، آپ ان سے گیس نہیں لے سکتے۔ ابھی امریکی پابندیاں موجود ہیں۔

> امریکہ اور ایران کی پرانی دوستی ہے۔ پہلے یہ خفیہ تھی، اب ظاہر ہو گئی ہے۔

سوال: اگر یہ معاہدہ ہو جاتا ہے تو جیسے بیگ صاحب نے کہا کہ امریکہ اور ایران کی دوستی تو پرانی ہے، یعنی اگر یہ دوستی چلتی رہتی ہے تو کیا یہ 36 سال پرانا دور واپس لا سکتی ہے؟ رضا شاہ پہلوی کے دور میں ایران کو جنوبی ایشیا میں

ایک تھانیدار کی حیثیت حاصل تھی۔ امریکہ کا دوست ہونے کی وجہ سے کیا وہ دور واپس آسکے گا؟

رضاء الحق: یقیناً امریکہ، مغربی ممالک اور اسرائیل کو جنوبی ایشیا کے اندر کوئی ایک پولیس مین تو چاہیے۔ کافی عرصے سے بہت سارے ممالک یہ کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ سعودی عرب اور کچھ دوسرے اسلامی ممالک نے بھی یہ کام کیا ہے۔ آج کل بھارت بہت بڑا کردار ادا کر

> **معاہدہ کے بعد، اس خطے کے حالات میں ایران کا کردار نہایت اہم ہوگا!**

رہا ہے۔ 2011ء سے ایک طرف تو ایٹمی پروگرام پر مذاکرات ہوا کرتے تھے، اس کے ساتھ ایرانی وزیر خارجہ اور امریکی سیکریٹری آف سٹیٹ کی آپس میں دوطرفہ بات چیت بھی ہوا کرتی تھی تاکہ دونوں ممالک کی آپس میں ترجیحات طے کی جاسکیں۔ اس میں نیوکلیئر پروگرام کا کوئی ذکر نہیں ہوتا تھا۔ مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ ایران کو اس خطے میں ایک کردار ادا کرنے کے لیے دیا جائے گا۔ سعودی عرب نے بھی شاید اس خدشے کو محسوس کیا ہے کہ کوئی ہم سے دور ہو رہا ہے، کسی اور کی طرف جا رہا ہے۔

سوال: **ایران اگر شیطان بزرگ امریکہ کے ساتھ مفاہمت پر آمادہ ہو سکتا ہے تو خطے کے اہم ملک سعودی عرب کی طرف دوستی کا ہاتھ کیوں نہیں بڑھاتا؟**

رضاء الحق: اس حوالے سے ایران کے سامنے ایک سوال یہ آسکتا ہے کہ ہمارے لیے زیادہ فائدہ مند کیا چیز ہوگی۔ سعودی عرب کی دوستی یا امریکہ کا ساتھ؟

سوال: **پاکستان کے لیے تو دونوں صورتوں میں بہتر ہے۔ اگر ایران کی سعودی عرب کے ساتھ دوستی ہوتی ہے اس سے اسلامی ممالک مضبوط ہوں گے۔**

رضاء الحق: بالکل فائدہ ہے، لیکن اگر ایران کی امریکہ کے ساتھ دوستی ہوتی ہے تو اس کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

ایوب بیگ مرزا: ایران اگر امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر بناتا ہے، اس کو دوستی کا رنگ دیتا ہے تو ایران میں معاشی استحکام آئے گا۔ اس پر سے پابندیاں ختم ہوتی ہیں تو معاشی سطح پر اسے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ دوسری طرف، اگر وہ سعودی عرب سے دوستی کرتا ہے تو اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

سوال: **اس ممکنہ معاہدے کے بعد ایران سے اقتصادی پابندیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس صورت میں کیا معاشی طور پر مستحکم ایران جو پہلے ہی عراق، شام، لبنان اور اب یمن میں دخل اندازی کر رہا ہے، خطے کے دیگر ممالک کے لیے زیادہ خطرناک ثابت نہیں ہوگا؟**

ایوب بیگ مرزا: امریکہ کے ساتھ دوستی کرنے میں ایران کو بہت کچھ ملتا ہے۔ اس کی تفصیل چھوڑ دیجیے۔ اصل بات یہ ہے کہ سعودی عرب کے ساتھ دوستی کرنے میں اس کو کیا ملے گا؟ کچھ بھی نہیں ملے گا۔ یہی تو اصل معاملہ ہے۔ امریکہ سے فوائد حاصل کر کے اور معاشی و سیاسی استحکام حاصل کر کے وہ علاقے کے دوسرے ممالک پر اپنا تسلط جمائے گا۔ سعودی عرب کے بارے میں ایک تصور ہے کہ وہ امت اسلامیہ کا مرکز ہے۔ ایران چاہتا ہے کہ یہ حیثیت مجھے حاصل ہو اور امت مسلمہ کا لیڈر میں بنوں۔ پہلے یہ کوشش ایٹم بم کے ذریعے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ اب امریکہ سے دوستی کر کے جو معاشی فوائد حاصل ہوں گے، ان کی بنیاد پر وہ سعودی عرب کے ایک حریف کے طور پر ابھرے گا۔

سوال: **امت مسلمہ کے اتحاد کے لیے بھی بیڑیاں ہیں جو ہمارے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں اور امریکہ اس کا فائدہ اُٹھا رہا ہے۔**

ایوب بیگ مرزا: اور یہ نہیں کاٹی جاسکیں گی جب تک کہ ایک چیز کو طے نہ کر لیا جائے۔ ہم سعودی حکومت کی بات نہیں کر رہے، عرب کی بات کر رہے ہیں۔ وہ عرب جہاں مکہ اور مدینہ جیسے مقدس شہر ہیں۔ اصل میں مرکز تو وہی ہے۔ ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ اس ملک کو مضبوط کیا جائے اور اس ملک کو یہ کرنا چاہیے کہ باقی اسلامی ممالک کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرے۔

سوال: **کہا جاتا ہے کہ ایٹمی صلاحیت حاصل کر کے پاکستان زیادہ مضبوط اور محفوظ ملک بن گیا ہے۔ اگر ایران ایٹمی صلاحیت حاصل کر لیتا تو یہی سٹیٹس اسے کیوں نہ ملتا؟**

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان ایٹمی قوت بن کر محفوظ ہوا، لیکن وہ طاقتور اور مستحکم نہیں ہے۔ یہ وہ ریاست ہے، جس کے بارے میں دنیا کہہ رہی ہے کہ اسے کسی وقت بھی ناکام ریاست قرار دے دیا جائے گا۔ یہ بات بالکل الگ ہے کہ پاکستان نے ایٹمی حوالے سے، اسلحہ کے حوالے سے اور دفاع کے حوالے سے بہت ترقی کی ہے لیکن آپ کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ پاکستان سوویت یونین کا پچاسواں یا سوواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اپنی پوری طاقت کے باوجود سوویت یونین بکھر گیا۔ پاکستان کے بکھرنے کے بھی بہت سے خدشات ہیں باوجود اس کے کہ یہ ایک ایٹمی قوت ہے۔ کیوں؟ میں سمجھتا ہوں کہ دونوں ممالک کی بنیادی وجہ ایک ہی ہے۔ سوویت یونین نے بھی اپنے بنیادی نظریئے کو ترک کر دیا۔ وہ اشتراکیت کو لے کر آگے بڑھے لیکن پھر اپنے اس بنیادی نظریے سے انحراف کیا۔ اگرچہ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا بنیادی نظریہ غلط تھا لیکن اگر وہ غلط نظریئے پر بھی قائم رہتے تو یقیناً اس سے زیادہ وقت نکالتے۔ پاکستان ایٹمی حوالے کے علاوہ بعض دوسرے اعتبارات سے بھی باقی کئی ملکوں سے آگے ہے۔ ہم نے اپنے دفاعی ہتھیار بنائے ہیں، کروز میزائل بنالیا، ڈرون بنالیا لیکن اتنے ہی خدشات پاکستان کی سکیورٹی اور سلامتی کو لاحق ہو چکے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ایک طرف تو یہ سب کچھ کیا لیکن دوسری جانب اپنے نظریات سے انحراف کیا۔ اس انحراف کے باعث صوبوں اور عوام کے درمیان فکری حوالے سے ہم آہنگی اور یکجہتی کا معاملہ نہ ہو سکا۔ ہمارے ملک کے لوگوں کی زبان مشترک نہیں ہے، ان کا لباس مشترک نہیں ہے رہن سہن مشترک نہیں ہے۔ بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچی، پختون کے درمیان صرف اسلام مشترک تھا، اور اسلام ہی سے ہم نے انحراف کر لیا۔ سوویت یونین کی مثال دے کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں متنبہ کیا کہ نظریئے سے انحراف کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہزاروں ایٹم بم بھی کسی ملک کی سلامتی کے ضامن نہیں ہو سکتے۔ یقینی طور پر دفاع کے حوالے سے بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان ناقابل تسخیر ہو چکا ہے، لیکن اس کے باوجود سب سے زیادہ یہی بات ہوتی ہے کہ 2020ء میں پاکستان نہیں ہوگا، یا 2018ء میں پاکستان نہیں ہوگا۔ اس طرح کی پیشین گوئیاں کیوں ہو رہی ہیں؟ یہ لوگوں کے لیے، عوام

> **ایٹمی صلاحیت حاصل کر کے پاکستان محفوظ تو ہوا ہے، مستحکم نہیں!**

کے لیے، حکومت کے لیے سوالیہ نشان ہے۔ ایسا ملک جو دفاعی لحاظ سے بہت مضبوط ہے، اس کی سلامتی ہر وقت کیوں لوگوں کی زبان پہ رہتی ہے؟ اس لیے کہ ہم نے اپنے نظریات سے انحراف کیا ہے۔ ہم نے اپنی جڑیں کاٹی ہیں۔ لہٰذا جب تک ہم اپنی بنیادیں مضبوط نہیں کریں گے، ایٹم بم بنانے کے باوجود ہماری سلامتی خطرے میں ہی رہے گی۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم اپنے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کو نظریاتی بنیادوں پر استوار کریں، تب ہی پاکستان واقعتاً ایک مستحکم ریاست بن سکے گی۔

[اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر ''خلافت فورم'' کے عنوان سے دیکھی جاسکتی ہے۔]

شامیانہ بستی

قاری عبدالرحمٰن
ناظم شعبہ مطبوعات، قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی

ایک تیز سرسراہٹ نے ہمیں بیدار کر دیا تھا، لیکن ٹھہریے، اس کو بیداری کہنا شاید مناسب نہ ہو۔ سُن دماغ ہوش میں آنے کے لیے زور لگا رہا تھا، بند آنکھیں کھلنے کی تگ ودو میں مصروف تھیں اور سوئی ہوئی حسیات جاگنے کے لیے کوشاں تھیں۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کیا ہو رہا ہے! جی ہاں، یہ قصہ ہے ایک شامیانہ بستی کا اور واقعہ ہے دس اور گیارہ اپریل جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب تقریباً ڈیڑھ بجے کا۔ یہ شامیانہ بستی تنظیم اسلامی پاکستان کے سالانہ اجتماع کے لیے بہاولپور شہر سے باہر دریائے ستلج کے کنارے بسائی گئی تھی۔ جمعہ 10 اپریل رات دیر تک قافلوں کی آمد جاری رہی۔ لگ بھگ تین ہزار افراد نصف شب جب سونے کے لیے لیٹے تو یہ بات ان کے لیے اطمینان بخش تھی کہ دن بھر گرمی برسانے والے سورج کے جانے کے بعد موسم خوشگوار ہوتا جا رہا ہے۔ صبح تازہ دم اٹھنے کے لیے سبھی کو چند گھنٹے پُرسکون نیند کی ضرورت تھی۔ ہم بھی ایک شامیانے تلے حسب معمول کچھ پڑھ پڑھا کے سو گئے۔

اچانک ایک تیز سرسراہٹ کا احساس ہمیں شامیانے سے باہر لے آیا۔ جب ایک ایک کر کے ساری حسیات بیدار ہوئیں تو پتا چلا آندھی نے اندھیر مچا رکھا ہے۔ کچھ شامیانے زمیں بوس تھے، ان کے نیچے سے بیسیوں لوگ باہر نکلنے کے لیے کوشش میں مصروف تھے۔ کچھ شامیانے ہوا کی تیز لہروں کی زد پر تھے اور اوپر اٹھ رہے تھے۔ شامیانوں کو سنبھالنے والے لکڑی کے بانس اور لوہے کے پائپ پوری طرح ہوا کے رحم وکرم پر تھے۔ درجنوں سیور شامیانوں کے ساتھ ہی ہوا کے دوش پر لہرا رہے تھے۔ اچانک بجلی بند ہوگئی، اور اندھیرے نے صورت حال مزید خوف ناک بنا دی۔ اس دوران چند ساتھی زخمی بھی ہوئے، طبی امداد کا سلسلہ صبح تک جاری رہا۔ آہستہ آہستہ آندھی کی ہنگامہ خیزی تھمنے لگی اور شرکاء اجتماع نے بھی خود کو سنبھالا اور بقیہ رات چلتے پھرتے، پڑھتے پڑھاتے، ذکر کرتے اور اونگھتے گزار دی۔

نمازِ فجر کے بعد تنظیم اسلامی کے رفقاء نے قیادت کے حکم پر شامیانے دوبارہ سجانے کا سلسلہ شروع کیا ہی تھا کہ ہوا رکاوٹ بننے لگی۔ رفقاء اپنے امیر کے حکم کے مطابق شامیانے لگانے میں مصروف تھے اور تیز ہوائیں ان سے اٹھکیلیاں کر رہی تھیں۔ سلسلہ کچھ دراز ہوا تو یہ خیالات سر ابھارنے لگے کہ شاید اجتماع ختم کرنا پڑے۔ خیالات اپنی جگہ لیکن امیر کے حکم پر لبیک کہنے والے صرف حکم پورا کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ لگ رہا تھا ان کا عزم ہوا کو خاطر میں نہیں لا رہا۔ آخر ہوا نے چھیڑ چھاڑ بند کر دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پنڈال کے شامیانے لگ گئے اور اجتماع کا پروگرام شروع ہو گیا۔

منتظم رفقاء نے پنڈال کے شامیانے لگانے کے بعد رہائشی شامیانوں کا رخ کیا اور انہیں پہلے سے زیادہ اچھی شکل دے ڈالی۔ اس بار مضبوطی کا بھی زیادہ خیال رکھا گیا۔ ظہر کی نماز کے بعد کھانے اور آرام کا وقفہ تھا۔ ابھی کھانا شروع نہیں ہوا تھا، پتا چلا موسم پھر انگڑائیاں لینے لگا ہے۔ لیکن اس بار رفقاء کچھ اور ہی ارادے لیے بیٹھے تھے۔ جوں ہی ہوا نے کارروائی شروع کی، درجنوں رفقاء شامیانوں کے بانسوں اور پائپوں سے چمٹ گئے۔ جوں ہی کسی بانس اور پائپ پر رفقاء کی گرفت کم زور ہونے لگتی، تازہ دم رفقاء انہیں سنبھال لیتے۔ ہوا نے کچھ دیر خوش طبعی کی مگر پھر رفقاء کو تھپکی دیتے ہوئے رخصت ہوگئی۔ رخصتی سے پہلے ہوا اور بارش نے مل کر موسم خوش گوار بنا دیا تھا بلکہ رات کے دوسرے پہر سے صبح تک خنکی محبت بکھیرتی رہی۔

ہمیں ایک زمانے میں جلسوں میں شرکت کا جنون ہوتا تھا۔ اس دور میں کراچی میں ہونے والے جلسے خواہ سیاسی ہوں یا مذہبی، ہماری شرکت کے بغیر مکمل نہیں ہوتے تھے۔ لیکن پھر وقت کے ساتھ جہاں اور کئی تبدیلیاں آئیں وہاں جلسے جلوس بھی چھوٹ گئے۔ جلسوں کے اس دور میں ہم 1986ء میں رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع کے علاوہ کسی اجتماع میں شریک نہیں ہوئے۔ یہ اجتماع ہمیشہ پُرسکون ہوتے ہیں، ان میں آپا دھاپی، ہلہ گلہ، نعرے بازی نہیں ہوتی جب کہ ہماری شوخ طبیعت کبھی پُرسکون رہنے پر آمادہ نہ ہو سکی۔ جلسوں سے دل اچاٹ ہوا تب بھی اجتماعات کی چاٹ نہ لگی۔

نومبر 2014ء سے ہم قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں شعبہ مطبوعات سے مربوط ہیں۔ جنوری 2015ء میں پتا چلا ساتھی کسی سالانہ اجتماع میں شرکت کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ 20 سے 22 فروری تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع کی تاریخیں طے ہوئی تھیں۔ ہمیں بھی شوق ہونے لگا۔ شرکت کی اجازت چاہی، جو مل گئی۔ جانے کی تیاری ہو رہی تھی لیکن روانہ ہونے سے ایک اور اجتماع سے دو دن پہلے پتا چلا بہاولپور کی مقامی انتظامیہ نے اجازت نہیں دی۔ دراصل سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے کی عادت سے مجبور ضلعی انتظامیہ نے تنظیم اسلامی کو بھی دہشت گردوں کی فہرست میں سمجھ لیا تھا۔ تنظیم کے ذمہ داران نے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ انتظامیہ ہی کیا جو سمجھ جائے۔ چنانچہ تنظیم نے عدالت کا رخ کیا۔ عدالت کے روبرو ضلعی انتظامیہ نے کافی حیل و حجت سے کام لیا لیکن عدالت نے تنظیم اور انتظامیہ کا موقف سننے کے بعد اجازت دے دی۔ 10 سے 12 اپریل تاریخیں طے پائیں۔

ہماری زندگی میں کسی اجتماع میں شرکت کا یہ دوسرا موقع تھا۔ جمعرات کی نماز عصر کے بعد سے پیر کی صبح تک چار راتیں اور تین دن تنظیم کے رفقاء کے ساتھ گزرے۔ اس دوران اپنے آپ پر دین نافذ کرنے کا جذبہ نظر آیا، خدا کی زمین پر خدا کا نظام لانے کا جوش دیکھا، امیر کی اطاعت پر چلنے کے مناظر دیکھے، ایک دوسرے سے محبت اور مودت کے نمونوں نے متاثر کیا، مشکلات کا بوجھ اپنے سر لینے اور آسانی اپنے بھائی کو پہنچانے کی کئی مثالیں نظر آئیں۔ اجتماع کے مقررین میں سارے رنگ موجود تھے۔ کسی ایک تقریر کو دوسرے سے کم یا کسی کو دوسرے سے بڑھ کر قرار دینے کی کوئی ضرورت ہمیں محسوس نہیں ہوئی۔

مقررین کے لہجوں میں محبت و مودت بھی تھی، جذبہ اور جوش بھی۔ عقائد اور نظریات پر بھی بات ہوئی، اعمال کی درستی پر بھی۔ جنت کی لطافتیں بھی گفتگو کا عنوان بنیں اور جہنم کے انگارے بھی، بیان کرنے والوں کے الفاظ میں سلاست اور روانی بھی تھی۔ اور مسکراہٹیں بکھیرتے چٹکلے بھی۔ وقت کی پابندی کا خیال بھی رکھا گیا اور گفتگو موضوع کے مطابق سیر حاصل ہونے میں کمی بھی محسوس نہیں ہوئی۔ تقریروں میں قرآن و حدیث کے حوالے بھی تھے اور بات سمجھانے کے لیے عام فہم دلائل بھی۔ یہ اجتماع پڑھے لکھے حضرات کو بھی اتنا ہی مفید لگا، جتنا کم پڑھے لکھے اور ان پڑھ حضرات نے محسوس کیا۔

(زندگی رہی تو کچھ احساسات اگلی کسی نشست میں عرض کیے جائیں گے، ان شاء اللہ!)

مرکزی اجتماع گاہ بہاول پور میں منعقدہ

تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع 2015ء کی مختصر روداد

مرکزی موضوع: فکرِ آخرت

مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان
تدوین و تہذیب: حافظ محمد زاہد

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع 10 تا 12 اپریل 2015ء مرکزی اجتماع گاہ بہاول پور میں منعقد ہوا۔ اس میں پورے ملک سے رفقاء کی کثیر تعداد بڑے ذوق شوق سے شریک ہوئی۔ اس سال اجتماع کا مرکزی موضوع ''فکرِ آخرت'' تھا۔ سٹیج سیکریٹری کی ذمہ داری جناب اعجاز لطیف نے نبھائی۔

10 اپریل 2015ء

استقبالیہ کلمات......حافظ عاکف سعید

سالانہ اجتماع کا باقاعدہ آغاز بعد نماز عصر امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے استقبالیہ کلمات سے ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی تائید و توفیق سے آج ہم یہاں جمع ہیں۔ یہ اجتماع ہنگامی بنیادوں پر منعقد ہوا ہے۔ آپ لوگ پوری توجہ اور انہماک سے خطابات سنیں' ایک دوسرے کا تعارف حاصل کریں' رفقاء سے ملاقاتیں کریں اور خاص طور پر سلام کو عام کریں، اس لیے کہ اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ فارغ اوقات میں ذکر اور تسبیحات کا اہتمام کریں۔ جو شخص بھی یہاں آیا ہے' ان شاء اللہ اسے ضرور اجر ملے گا' لیکن اس راہ میں مشکلات بھی آئیں گی جن پر ہمیں صبر کرنا ہے۔ یہاں پر سب مہمان ہیں اور سب میزبان ہیں۔ اگر انتظامیہ کی طرف سے کسی قدر کمی اور کوتاہی کا معاملہ ہو جائے تو ہمیں اس کو خوشدلی سے لینا چاہیے، بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

شرکاء کو ہدایات......ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی

امیر تنظیم اسلامی کے استقبالیہ کلمات کے بعد ناظم اجتماع ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے شرکاء کو خوش آمدید کہا اور انہیں مختصر ہدایات دیں۔ انہوں نے کہا کہ مشکل حالات میں بھی ہمارا نظم و ضبط مثالی ہونا چاہیے۔ اپنے اُمراء سے ہدایات لیجیے' منتظمین سے تعاون کیجیے اور صبر و مصابرت کا دامن کبھی مت چھوڑیے کیونکہ یہ بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔

وَذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ......انجینئر مختار حسین فاروقی

ناظم اجتماع کی ہدایات کے بعد ناظم اعلیٰ تحریک خلافت انجینئر مختار حسین فاروقی نے اپنے خطاب میں فرمایا ''فکرِ آخرت'' کوئی انوکھا موضوع نہیں بلکہ ایمانیات ثلاثہ (ایمان باللہ، ایمان بالرسالت اور ایمان بالآخرۃ) کا حصہ ہے۔ اگر دین دار لوگ بھی اپنے ایمان کو تازہ نہ کرتے رہیں تو ایمان بالآخرت پر زوال طاری ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس غفلت کو شعوری کوشش سے دور کر دینا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے حوالے سے ساری تفاصیل بتائی ہیں کہ قربِ قیامت میں اللہ کا دین پوری دنیا پر قائم ہو جائے گا۔ اس کے بعد حالات خراب ہوں گے اور ایک بھی آدمی اللہ کا نام لینے والا نہیں بچے گا۔ پھر قیامت واقع ہو جائے گی۔ قیامت کا دن اسی زمین پر ہو گا اور پھر کامیابی اور ناکامی کا وہ دن آئے گا جس کے بارے میں فرمایا گیا: ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ

تنظیم میں صرف نام لکھوانا کامیابی نہیں' بلکہ ہماری اصل کامیابی اس وقت ہو گی جب ہم اللہ کی نگاہ میں کامیاب ہوں گے اور قیامت کے دن ہمارا اعمال نامہ ہمیں دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ الحمد للہ فرائض دینی کا جامع تصور ہمارے پاس موجود ہے' لیکن اس کا اصل فائدہ اس وقت ہو گا جب ہم اس کے مطابق عمل کریں گے۔ آدمی محنت کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ میری محنت کا نتیجہ نہیں نکل رہا، حالانکہ تاریخ انبیاء سے پتا چلتا ہے کہ محنت کرنا ہمارا کام ہے اور نتائج اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ ہمیں دنیا میں محنت کرنی ہے اور نگاہیں آخرت پر مرکوز رکھنی ہیں۔

درس حدیث......ممتاز بخت

نماز مغرب کے بعد نائب ناظم حلقہ مالاکنڈ ممتاز بخت نے ''یہ ہے......امتحان'' کے موضوع پر درسِ حدیث دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ دنیا عارضی ہے لیکن شیریں بھی ہے۔ اس سے کافر اور فاجر ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس حدیث کا مقصد دنیا کی زندگی کی بے ثباتی اور آخرت کی اصل زندگی کی حقیقت کو واضح کرنا ہے۔

ویڈیو خطاب......بانی محترم

درس کے بعد بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا خطاب بعنوان ''ہماری ذمہ داری'' ویڈیو پر دکھایا گیا۔ یہ خطاب بانی محترم نے 1996ء میں لیاقت باغ، راول پنڈی میں سالانہ اجتماع کے موقع پر کیا تھا۔ اس میں انہوں نے کہا کہ اقامت دین کی جدوجہد ہماری ذات تک محدود نہیں ہونی چاہیے بلکہ دوسروں تک خصوصاً اپنے رشتہ داروں کو بھی اس جدوجہد میں شامل کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

حصولِ ہدایت اور ایمان بالآخرت......ڈاکٹر عبدالسمیع

امیر تنظیم اسلامی فیصل آباد ڈاکٹر عبدالسمیع نے فرمایا کہ ہدایت کا فارسی ترجمہ رہنمائی اور اُردو ترجمہ راستہ دکھانا ہے۔ قرآن مجید راستہ دکھاتا ہے اور یہ انسان کی ہدایت کے لیے کافی ہے۔ قرآن مجید میں حصول ہدایت کی پہلی شرط تقویٰ ہے اور آخری شرط آخرت پر یقین رکھنا ہے۔ ہدایت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی آخری نماز میں بھی ہدایت مانگی تھی۔ اگر نبی اکرم ﷺ کو ہدایت کی اتنی ضرورت تھی تو سوچیے ہمیں کتنی ضرورت ہو گی! ہدایت کی راہنمائی بغیر منزل کے نہیں ہوتی اور اسی منزل کو ہم نماز کی ہر رکعت میں اللہ سے مانگتے ہیں۔ دین' اعمال اور احکام سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو ذاتی طور پر خوش کرنے کا نام ہے اور ہماری اخلاقی تعلیم کا اصل مقصود بھی یہی ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے اور میں اپنے رب کو راضی کر لوں۔

ہدایت کی اصل ڈائریکشن آخرت ہے‘ جبکہ ہم دنیا میں اتنے مشغول ہوجاتے ہیں کہ آخرت یاد ہی نہیں رہتی۔ آج آخرت کے ماننے والے بھی ہیں اور انکار کرنے والے بھی‘ لیکن موت کا انکار کرنے والا کوئی نہیں ہے البتہ موت کو یاد کرنے والے بہت کم ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ استغفار کے ساتھ تعوذ کا بھی اہتمام کرے۔

درسِ حدیث ......محمد امین نوشاہی

نمازِ عشاء کے بعد چشتیاں کے امیر محمد امین نوشاہی نے ’’یہ ہے...... اصل مسئلہ‘‘ کے موضوع پر درسِ حدیث دیا۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت دیتے ہوئے کہا کہ قیامت میں میرے رشتہ دار وہ لوگ ہوں گے جو متقی ہوں گے۔

11 اپریل 2015ء

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ......انجینئر نعمان اختر

دوسرے دن ناشتہ کے بعد پروگرام کا آغاز ہوا۔ امیر حلقہ کراچی جنوبی انجینئر نعمان اختر نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ایمان بالآخرت انسانی زندگی میں بڑا انقلاب برپا کرتا ہے اس لیے کہ اخلاقی عروج و زوال کا دارومدار عقیدۂ آخرت پر ہے۔ انکارِ آخرت کی دو قسمیں ہیں: (۱) آخرت کا سرے سے انکار کردینا، جیسے مشرکین مکہ کہتے تھے کہ جب ہم مٹی ہوجائیں گے تو ہمیں دوبارہ کیسے اُٹھایا جائے گا۔ قسم کے مضر اثرات یہ ہیں کہ انسان کے اندر دہریت پیدا ہوجاتی ہے، اس کا فکری اور عملی قبلہ ہی تبدیل ہوجاتا ہے۔ (۲) اقرار کے پردے میں آخرت کا انکار کرنا۔ یہ بہت خطرناک ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں انسان کے اندر شفاعت باطلہ کا عقیدہ پیدا ہوجاتا ہے۔ بنی اسرائیل یہی کرتے تھے اور آج ہم بھی اسی کا شکار ہیں۔

ایمان بالآخرت اور تزکیۂ نفس ......مؤمن محمود

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے شعبہ تحقیق کے ریسرچ سکالر مؤمن محمود نے ’’ایمان بالآخرۃ اور تزکیہ نفس‘‘ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان بالآخرت کی اہمیت کو مختلف دلائل کے ذریعے واضح کیا ہے۔ اللہ نے موت کی مختلف صورتیں بیان کی ہیں اور انسان کو بارہا یقین دلایا ہے کہ بالآخر ایک دن اس نے یہ دنیا چھوڑ کے جانا ہے۔ حبِ دنیا کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ اگر دنیا کی محبت اللہ کی محبت سے زیادہ ہے تو یہ شرکِ اکبر ہے، جس کے معاف ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

تزکیۂ نفس کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث بہت جامع ہے: ’’موت کو کثرت سے یاد کرو اور کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرو‘‘۔ اسی طرح ہمیں یہ حدیث حرزِ جان بنالینی چاہیے کہ دنیوی معاملات میں اسے دیکھو جو تم سے نیچے ہے اور دینی معاملات میں اسے دیکھو جو تم سے اعلیٰ ہے۔ اس سے ہمارے اندر دنیا کی محبت ختم ہوگی، صبر پیدا ہوگا اور ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر نہیں جانیں گے۔

عظیم کامیابی کے حقدار ......محمد نعمان

چائے کے وقفے کے بعد ناظم دعوت، حلقہ کراچی جنوبی محمد نعمان نے ’’عظیم کامیابی کے حقدار‘‘ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن مجید میں لفظ فوز 19 مرتبہ آیا ہے‘ 18 مرتبہ آخرت کی کامیابی اور ایک مرتبہ منافقین کے لیے دنیا میں کامیابی کے حوالے سے۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص اپنی کامیابی کے لیے محنت کرتا ہے لیکن اصل اور حقیقی کامیابی اُخروی کامیابی ہے جس کے لیے ہمیں دن رات محنت کرنی چاہیے۔

انہوں نے سورۃ التوبہ کی آیات کی روشنی میں اہل ایمان اور منافقین کی صفات کا تقابلی مطالعہ کروایا‘ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: (۱) مؤمن آپس میں ایک دوسرے کے ساتھی اور مددگار ہیں جبکہ منافقین دنیوی اغراض کے لیے دوستی رکھتے ہیں۔ (۲) مؤمنین نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں جبکہ منافقین نیکی سے روکتے اور برائی کی طرف بلاتے ہیں۔ (۳) مؤمنین نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں‘ جبکہ منافقین نماز کے لیے کسل مندی سے آتے ہیں اور برائیوں کو فروغ دینے کے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ (۴) مؤمنین اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں جبکہ منافقین پر اللہ اور رسولؐ کی پکار سب سے زیادہ بھاری ہوتی ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ اگر ہم اللہ کو یاد رکھیں گے تو اللہ بھی ہمیں یاد رکھے گا اور اگر ہم اللہ کو بھلا دیں گے تو اللہ بھی ہمیں بھلا دے گا۔

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ......چودھری رحمت اللہ بٹر

امیر تنظیم اسلامی کے مشیر برائے دعوت چودھری رحمت اللہ بٹر نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہر شخص کا معاملہ ذاتی بھی ہے اور پوری انسانیت سے متعلق بھی۔ ہر شخص کی گردن میں اللہ نے ایک ڈسک لگائی ہوئی ہے اور وہ اپنا نصیب خود بنا رہا ہے۔ ہم تو صرف قول و فعل کو ریکارڈ کرتے ہیں‘ جبکہ اللہ ہماری نیتوں کو بھی ریکارڈ کر رہا ہے۔

یہ دنیا دارالعمل ہے اور خاندان کے سربراہ پر فرض ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچانے کی فکر کرے۔ آج ہم اپنے بچوں کو کہتے ہیں کہ ڈاکٹر بنے گا تو روزی ملے گی لیکن یہ نہیں کہتے کہ اصل رازق اللہ ہے، لہٰذا اس کا حکم مانو گے تو روزی ملے گی۔ ہمیں اپنے بچوں کی تربیت کا حکم ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو نماز پڑھانی شروع کرو اور نماز بھی وہ جو رب کی یاد دلائے۔ آج پچاس فیصد نمازی ایسے ہیں جن کو اپنی نماز کے بارے میں پتا ہی نہیں کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ انسان کو جتنی صلاحیتیں دی گئی ہیں اسی حساب سے اس کا محاسبہ بھی ہوگا۔ ہمیں چاہیے کہ دعوت و تبلیغ کا کام کریں۔ صرف درسِ قرآن سے تبلیغ نہیں ہوتی بلکہ دوسرے ذرائع بھی ہیں جن کو آدمی اختیار کرسکتا ہے۔ آپ کی ذمہ داری بات کو لوگوں تک پہنچانے اور ان کو سمجھانے کی ہے‘ اگر آپ نے اپنی پوری کوشش کرلی اور پھر بھی وہ نہیں مانتے تو اس پر آپ ذمہ دار نہیں۔ آپ اللہ کے ہاں ان شاء اللہ سرخرو ہوں گے۔

وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا ......ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی

ناظم حلقہ پنجاب جنوبی ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے ’’وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا‘‘ کے موضوع کی مناسبت سے سورہ بنی اسرائیل کی آیات 18 اور 19 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ طالب دنیا اور طالب آخرت کے حوالے سے قرآن مجید کا چوٹی کا مقام ہے۔ عاجلہ سے مراد دنیا ہے۔ جو عاجلہ سے محبت کرتا ہے اس کی تمام پلاننگ دنیا کے لیے ہوتی ہے۔ آخرت کے بارے میں اول تو اس کا تصور ہوتا ہے کہ اس کی کوئی حقیقت ہے ہی نہیں، اور اگر بالفرضِ محال قیامت واقع ہو بھی گئی تو وہاں بھی مجھے اس سے بہتر ملے گا یا ہمارے کچھ اولیاء ہمیں چھڑا لیں گے۔ دنیا کے طالب کے لیے حضور ﷺ نے ہلاکت کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس کے برعکس طالب آخرت جانتا ہے کہ موت ایک حقیقت ہے، لہٰذا وہ اس دنیا کو ایک آزمائش اور عارضی بسیرا سمجھتا ہے۔

کسی بھی چیز کو حاصل کرنے کے لیے خواہش کے ساتھ کوشش اور محنت بہت ضروری ہے۔ آخرت کے اعتبار سے ہم صرف خواہش کرتے ہیں جبکہ اس کو حاصل کرنے کے لیے محنت اور کوشش نہیں کرتے۔ اللہ کا بندہ بننے کے لیے آپ کو بہت محنت کرنی پڑے گی۔ ابلیس لعین کے خلاف بھی جہاد کرنا پڑے گا۔ مؤمن کے ذریعے معاشرے میں اگر خیر نہیں پھیل رہا تو وہ حقیقی مؤمن نہیں ہے۔ اسلام ایک مکمل دین ہے اور دین اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ اس کے لیے جدوجہد ہم پر لازم ہے۔ ہم نے اس ملک میں اسلام کے نفاذ کے لیے منہج نبوی کے عین مطابق چھ مراحل کی ترتیب سے بھرپور کوشش و محنت کرنی ہے۔

درسِ حدیث ......احمد صادق سومرو

نمازِ ظہر کے بعد امیر حلقہ سکھر احمد صادق سومرو نے ’’یہ ہے...... قبر‘‘ کے موضوع پر ایک

طویل حدیث کا مطالعہ کروایا۔ انہوں نے کہا کہ بندہ مومن کو قبر خوش آمدید کہتی ہے اور اچھے الفاظ سے اس کا استقبال کرتی ہے جبکہ کافر کے ساتھ سختی سے پیش آتی ہے اور اس کو زور سے دباتی ہے۔

درسِ حدیث......خورشید انجم

نمازِ عصر کے بعد امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی خورشید انجم نے ''یہ ہے......دوزخ'' کے موضوع پر درسِ حدیث دیتے ہوئے کہا کہ دوزخ میں سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جسے آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی اور ان کی حدت سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے جہنم سے بار بار ڈرایا ہے۔ آج انسانیت جہنم کی طرف بھاگ رہی ہے۔

جنت کا سودا......خالد محمود عباسی

درسِ حدیث کے بعد نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان خالد محمود عباسی نے سورۃ التوبہ کی آیات 111 اور 112 کی روشنی میں بتایا کہ جنت کا خریدار وہی ہوگا جو آخرت کی زندگی کے لیے محنت کرتا ہوگا جبکہ جو دنیا کو خریدنا چاہے گا وہ اس دنیا ہی کو جنت بنانے کی کوشش کرے گا۔ مذکورہ آیات میں دو محبوب چیزوں جان اور مال کے بدلے جنت کے سودے کی بات کی گئی ہے۔ اگر یہ سودا ہو گیا تو پھر یہ جان اور مال ہم اللہ کے احکامات کے مطابق گزارنے کے پابند ہوں گے۔

سورۃ التوبہ کی آیت 111 انقلاب کے موضوع پر عریاں ترین آیت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وہ قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں۔ سورۃ التوبہ میں نبی اکرم ﷺ کا مقصد ہی یہ بیان ہوا ہے کہ آپؐ اللہ کے دین کو پوری دنیا پر غالب کریں۔ جب تک پوری دنیا میں اللہ کا دین غالب نہیں ہوتا اس وقت تک یہ مشن جاری رہے گا۔

جنت کے خریدار مؤمنین کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ خالص توبہ کرنے والے ہیں۔ اللہ کی بندگی ایسے کرتے ہیں جیسے اس کی بندگی کا حق ہوتا ہے۔ لذات دنیوی سے کنارہ کش رہتے ہیں۔ رکوع اور سجدہ کرنے والے ہیں۔ وہ عاجزی اختیار کرنے والے اور غرور وتکبر سے دور رہنے والے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والے ہیں۔ وہ اللہ کی حدود کی خود بھی حفاظت کرنے والے اور دوسروں سے بھی حفاظت کرانے والے ہیں۔ یہ تمام صفات ہمارے دینی فرائض کے جامع تصور کا احاطہ کرتی ہیں۔

درسِ حدیث......اسامہ علی

نمازِ مغرب کے بعد مقامی تنظیم نیو کراچی کے امیر حافظ اسامہ علی نے ''یہ ہے......جنت'' کے موضوع پر حدیث کا مطالعہ کروایا۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں رات کے مانند ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں اس کا خیال آیا۔ جنتیوں کا لباس ریشم کا ہوگا۔

ویڈیو خطاب......بانی محترم

بعد ازاں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ویڈیو خطاب بعنوان: ''نبی اکرم ﷺ کی پیشین گوئیاں اور آخری صلیبی جنگ'' دکھایا گیا۔ یہ خطاب بانی محترم نے 2010ء میں قرآن اکیڈمی کراچی میں کیا تھا۔ اس میں انہوں نے مشرق وسطیٰ کی صورت حال کا تفصیل سے تذکرہ فرمایا۔ عربوں کی اسرائیل کے ساتھ جاری چپقلش اور امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک کی اس جنگ میں دلچسپی کے نتیجے میں آخری صلیبی جنگ مشرق وسطیٰ میں ہوگی۔

درسِ حدیث......عادل یامین

بعد نمازِ عشاء مقامی تنظیم چکلالہ کے ناظم تربیت عادل یامین نے ''یہ ہے......سفارش'' کے موضوع پر احادیث کا مطالعہ کروایا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن فیصلہ کن بات ہے۔ حامل قرآن ہر وہ شخص ہے جو قرآن کو اللہ کا کلام مانتا ہے۔ ایک برا حامل قرآن ہے اور ایک اچھا حامل قرآن۔ اول الذکر قرآن کی حدود کو پامال کرتا ہے جب کہ موخر الذکر کے حق میں قرآن حجت بن کر آئے گا۔

12 اپریل 2015ء

درسِ قرآن......حافظ محمد مقصود

نمازِ فجر کے بعد نقیب اسرہ مردان ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے سورۃ الفاطر کے چوتھے رکوع کا درس دیا۔ اس رکوع میں اللہ کی معرفت کے آثار اور ایمان بالآخرت کا تذکرہ ہے۔ آج تک اللہ کی کائنات میں کوئی خرابی نہیں ہوئی۔ اُخروی نفع اور خوشحالی لامحدود ہے جبکہ دنیوی نفع محدود ہوتا ہے۔ آخرت میں ادنیٰ جنتی کو دنیا کے مقابلے میں دس گنا بڑی چیز ملے گی۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ......شجاع الدین شیخ

امیر حلقہ کراچی شمالی شجاع الدین شیخ نے سورۃ المطففین کی پہلی چھ آیات کی روشنی میں خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ فکرِ آخرت ہمارے رویوں پر بہت اثر انداز ہوتی ہے۔ میرا اور آپ کا امتحان عبادات میں کم ہے اور معاملات میں زیادہ ہے۔ صحیح عقیدہ کے ساتھ عمل کا درست ہونا بھی ضروری ہے۔ ویل ایسی وادی ہے جس سے خود جہنم بھی کئی مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ ہم لوگ جہنم کے بارے میں سنجیدہ نہیں ہیں جبکہ اللہ کے نبی ﷺ صبح و شام کے اوقات میں سات سات مرتبہ یہ دعا فرماتے تھے: اللھم اجرنی من النار! اور امت کی ماں حضرت عائشہؓ جہنم کی آگ کے خوف سے بہت رویا کرتی تھیں۔

اس آیت میں ناپ تول میں تھوڑی سی کمی کے لیے ویل کا لفظ آیا ہے۔ ناپ تول میں کمی وہی لوگ کرتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جو قوم یہ کام کرتی ہے اللہ اسے بھوک اور افلاس کے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ناپ تول کی یہ کمی صرف ترازو میں نہیں ہوتی بلکہ ہم اپنی عبادت میں بھی ڈنڈی مارتے ہیں۔ ہم اخلاقیات میں بھی ڈنڈی مارتے ہیں۔ مثلاً اپنے عیب چھپانا اور دوسروں کے عیب نکالنا، خود انفاق نہ کرنا اور دوسروں کو انفاق کا کہنا۔ یہ معاملات بھی تطفیف میں آتے ہیں۔ ہم سب ایک نظم میں جڑے ہوئے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک یہ ضرور سوچے کہ وہ اپنی ذمہ داری کے اعتبار سے کہاں کھڑا ہے۔ ہمیں لوگوں کے سامنے اپنا کردار بہتر بنانا ہے تاکہ لوگ ہماری دعوت کو قبول کریں۔

ملکی وبین الاقوامی حالات: ایک نظر......مرزا ایوب بیگ

اس کے بعد مرکزی ناظم نشرواشاعت مرزا ایوب بیگ نے ''ملکی اور بین الاقوامی حالات......ایک نظر'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ یمن کی صورت حال کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یمن میں اہل سنت 63 فیصد، زیدی شیعہ 36 فیصد اور ایک فیصد دوسرے مسالک کے لوگ ہیں۔ یمن کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حضرت حسینؓ کے صاحبزادے حضرت زین العابدین کے چھوٹے بیٹے زید نے ہشام بن عبدالملک کے خلاف بغاوت کی، لیکن وہ اس میں شہید ہوگئے۔ ان کے بیٹے یحیٰ بن زید ہجرت کر کے یمن چلے گئے جہاں ان کا بہت احترام ہوا اور حکومت ان کے حوالے کر دی گئی۔ زیدی فرقے کی یہاں سے تشکیل ہوئی، اور وہ یمن میں ایک ہزار سال تک حکومت کرتا رہا۔ 1962ء میں اہل سنت کو حکومت ملی اور یمن دو حصوں (شمالی اور جنوبی) میں تقسیم ہو گیا۔ 1978ء میں علی عبداللہ صالح شمالی یمن میں حکمران بنے اور انہوں نے 1990ء میں شمالی وجنوبی یمن کو اکٹھا کر لیا۔ 2011ء میں علی عبداللہ صالح کے خلاف حوثی قبائل نے تحریک چلائی جس میں اہل سنت بھی ان کے ساتھ تھے۔ بالآخر علی عبداللہ صدارت چھوڑ کر حوثیوں کے ساتھ مل گئے۔ اس وقت وہاں پر جو جنگ ہو رہی ہے وہ اصلاً اندرونی سطح پر اقتدار کی جنگ ہے۔ یمن کے بارڈر پر

سعودی عرب کا علاقہ قطیف ہے جس میں شیعہ اکثریت میں ہیں۔ سعودی عرب یہ سمجھتا ہے کہ قطیف کے شیعہ لوگ ان کی مدد کرتے ہیں۔ ایران حوثیوں کی خفیہ طور پر مدد کرتا ہے۔ امریکہ اس جنگ کو فرقہ وارانہ جنگ بنانا چاہتا ہے۔

پاکستان واحد اسلامی ایٹمی ملک ہے۔ امریکہ اور یورپ کو پاکستان کے ایٹمی ہتھیار بہت کھٹک رہے ہیں۔ امریکہ عالم اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ ایران اور امریکہ کے تعلقات کبھی بھی خراب نہیں تھے کیونکہ امریکہ ایران کے ذریعے عالم اسلام کو exploit کرتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں پاکستان نے دفاعی اسلحہ اور میزائل ٹیکنالوجی میں خطرناک حد تک ترقی کی ہے۔ اس لیے کوئی بھی ملک پاکستان پر براہ راست حملہ نہیں کر سکتا۔

ایران کے معاہدے P5+1 کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس معاہدے کا ہمارے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جب ایران فتح ہوا تو ایران نے ذہنی طور پر شکست قبول ہی نہیں کی۔ لہٰذا ہمیں ایران سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ ایران نے ایٹم بم سے جان چھڑا لی ہے' لہٰذا وہ اب یورپ کے لیے قابل قبول ہو گیا ہے۔ لیکن پاکستان کسی صورت قابل قبول نہیں ہے۔ لہٰذا یمن کے مسئلہ کو عالمی مسئلہ بنانے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ پاکستان کو اس میں بہرصورت دھکیلا جائے۔

پاکستان کے حالات گزشتہ 6 ماہ سے بہتری کی طرف گامزن ہیں۔ جب سے نائن زیرو پر آپریشن ہوا ہے، کراچی کے حالات میں بھی بہتری آئی ہے اور ٹارگٹ کلنگ اور بھتہ خوری کے واقعات بہت کم ہو گئے ہیں۔ اللہ کرے ایم کیو ایم مثبت سیاست کے ذریعے ایک سیاسی قوت بن کر اُبھرے۔ اس کے بعد اگر وہ حکومت بھی بناتی ہے تو اس سے پاکستان کو فائدہ ہو گا۔ ان شاء اللہ!

تنظیم اسلامی کی پیش رفت: ایک جائزہ......اظہر بختیار خلجی

اس کے بعد ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی اظہر بختیار خلجی نے تنظیم اسلامی کی پیش رفت پر گفتگو کی۔ آپ کے خطاب کے دو حصے تھے۔ پہلے حصے میں تنظیم اسلامی کی سالانہ پیش رفت کا جائزہ پیش کیا گیا اور دوسرے حصے میں سالانہ اجتماع کے حوالے سے انتظامیہ کے ساتھ کشمکش کے بارے گفتگو ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت پورے پاکستان میں 19 حلقہ جات اور 112 تنظیمیں ہیں۔ مقامی تنظیم کے تحت 719 اسرہ جات قائم ہیں۔ اس وقت کل رفقاء کی تعداد 9700 ہے جن میں مبتدی 70 فیصد اور ملتزم 22 فیصد ہیں۔ پچھلے چار سال میں تقریباً 800 سے زیادہ نئے رفقاء تنظیم میں شامل ہوئے۔ اس وقت مبتدی رفقاء 28 فیصد مالی انفاق کر رہے ہیں جبکہ 73 فیصد ملتزم کر رہے ہیں۔ تقریباً 600 رفقاء مبتدی تربیتی کورس کر چکے ہیں۔ 67 رفقاء نے مدرسین کا کورس کیا۔ پورے پاکستان میں تقریباً 570 حلقہ قرآنی قائم ہیں جن میں حاضری مبتدی 18 فیصد اور ملتزم 40 فیصد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت صرف 20 فیصد رفقاء انفرادی دعوت کا کام کر رہے ہیں۔ ماہانہ تربیتی اجتماع میں حاضری 20 فیصد مبتدی اور 45 فیصد ملتزم رفقاء کی رہی۔

انتظامیہ کے ساتھ کشمکش کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ ہم نے نومبر 2014ء میں انتظامیہ کو اطلاع دے دی تھی اور دسمبر میں دوبارہ یاددہانی بھی کرائی، لیکن انتظامیہ نے ہمیں تحریری طور پر کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم نے عدالت سے رجوع کیا۔ عدالت کی طرف سے فیصلہ آنے سے پہلے ہی 4 فروری کو انتظامیہ نے اجتماع کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ ہم اس دوران اجتماع کے انتظامات مکمل کر چکے تھے۔ ایک موقع پر ڈی سی او نے آ کر ٹینٹ وغیرہ اتارنے کے لیے کہا تو میں نے کہا کہ ہم یہ نہیں اتاریں گے، البتہ اگر آپ اتارنا چاہتے ہیں تو ہمارا کوئی آدمی مزاحمت نہیں کرے گا اور نہ ہی ہم آپ کے خلاف بددعا کریں گے۔ اس پر پولیس نے عدالت کا فیصلہ آنے تک کوئی کارروائی نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ 23 فروری 2015ء کو ہم نے عدالت میں ایک نئی رٹ دائر کی کہ اجتماع منعقد کرنا ہمارا حق ہے لہٰذا ہمیں اجتماع منعقد کرنے دیا جائے۔ 6 اپریل کو عدالت نے ہمارے حق میں فیصلہ دیا اور آج ہم سب یہاں اکٹھے ہیں۔

ناظم اعلیٰ نے بتایا کہ اس سارے پراسس کے دوران میرے ایمان میں بے پناہ اضافہ ہوا کیونکہ ہم نے اس دوران منہج نبوی ﷺ کے مطابق عمل کیا۔ ہمارے اس طرزِ عمل سے انتظامیہ کو دوسری دینی جماعتوں اور تنظیم اسلامی کے فرق کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا۔ ہم نے انتہائی صبر اور باخلاق طریقے سے قانونی جنگ لڑی۔ بہرحال ہم نے ہر معاملے میں منہج نبوی ﷺ کے مطابق عمل کرنا ہے اور اپنے اچھے اخلاق سے دوسروں کو متاثر کرنا ہے۔

اختتامی خطاب......حافظ عاکف سعید

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے اختتامی خطاب کا آغاز اس دعا سے کیا:
﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا قف وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ج﴾ (الاعراف:43) ''اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو یہ راستہ دکھایا اور اگر اللہ ہم کو راستہ نہ دکھاتا تو ہم رستہ نہ پا سکتے''۔ انہوں نے کہا کہ یہ اجتماع اللہ کے خاص فضل اور توفیق سے منعقد ہوا ہے اور اس پر ہمیں قلب کی گہرائیوں سے اس کا شکر ادا کرنا ہے۔ یہ اجتماع دو اعتبارات سے منفرد تھا۔ اول شکوک وشبہات کا شکار رہا، لیکن بالآخر اللہ نے اس کا موقع فراہم کر دیا۔ دوسرا یہ کہ یہ بڑے ہی شارٹ نوٹس پر منعقد ہوا' لیکن حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ رفقاء کی کثیر تعداد نے لبیک کہا۔ ہمارے ملتان کے رفقاء کو دو مرتبہ انتظامات کرنے پڑے اللہ تعالیٰ انہیں دوہرا اجر دے گا۔

اس مرتبہ اجتماع کا مرکزی موضوع ''فکرِ آخرت'' تھا۔ الحمدللہ ہمارے ساتھیوں نے اس موضوع کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ فکرِ آخرت کو موضوع کی بجائے انذار کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ قرآن مجید کا کوئی صفحہ اس سے خالی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو مختصر سی زندگی دی ہے اُس میں یہ موقع دیا ہے کہ اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزاریں۔ یہ لازمی امتحان ہے اور اس میں ناکامی کسی صورت قابل قبول نہیں ہے۔ آج ہم سوچتے ہیں کہ کوئی بات نہیں' گناہوں کی سزا پا کر ہم جنت میں چلے جائیں گے' حالانکہ جہنم میں ایک لحظہ کے لئے بھی جانا بہت ہولناک ہے۔

دنیا میں انسان اپنی ذات، صحت، اولاد اور کیریئر کا خیال رکھتا ہے اور انہی کو مسائل سمجھتا ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس محدود دنیا میں عذاب جہنم سے بچنے کے لیے بھاگ دوڑ کی جائے۔ اس معاملہ میں نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث بہت پیاری ہے کہ جو اپنے سارے غموں کو ایک غم کی شکل دے دے اور وہ آخرت کا غم ہو، تو اس کے دنیا کے سارے غموں کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو جائے گا۔ امیر محترم نے کہا کہ فکرِ آخرت کے حوالے سے صحابہ کرام کا طرزِ عمل ہمارے لیے نمونہ ہے۔

حقائق سے دور کرنے میں دو چیزیں بہت نمایاں ہوتی ہیں: ایک دنیا کی چمک اور دوسرا شیطان۔ آج دنیا کی یہ چمک سائنس کی ترقی کی وجہ سے ہزار گنا بڑھ چکی ہے۔ یہ دجالیت اور دجالی تہذیب کی چمک ہے جو ہماری نظروں کو خیرہ کر رہی ہے۔ دوسری طرف شیطان کی قوت بھی کئی ہزار گنا بڑھ گئی ہے اس لیے کہ آج یہود ونصاریٰ شیطان کے ایجنڈے کو پروموٹ کرنے کے لیے اپنی پوری طاقت استعمال کر رہے ہیں۔ نتیجتاً انسان آج اللہ سے دور ہوتا جا رہا ہے۔

تنظیمی زندگی میں فکرِ آخرت ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ بلکہ اسی کا رول اہم اور کلیدی ہونا چاہیے آخرت میں اللہ کی نگاہ میں سرخرو ہونے کے لیے ہمارا اصل ہدف رب کو راضی کر کے اپنی آخرت سنوارنا ہے۔ اس کے لیے ہم یہ عہد کریں کہ دین کو دنیا پر ترجیح دیں گے، اور چونکہ ہم نے تنظیم میں شرکت اپنے دینی جذبہ کو جلا دینے کے لیے اور رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے کی ہے لہٰذا تنظیم کے پروگرام کو امور دنیا پر ترجیح دیں گے۔ گویا آج ہمارا سب سے بڑا جہاد نظم کی پابندی اور دعوت کا کام کرنا ہے۔ اگر ہم یہ نہیں کر رہے تو پھر کچھ نہیں کر رہے۔ اسی میں نفس کے خلاف جہاد بھی آئے گا۔

آخر میں امیر محترم نے ناظمہ عالیہ تنظیم اسلامی کا پیغام پڑھ کر سنایا اور پھر اجتماعی دعا کے بعد اس اجتماع کا اختتام ہوا۔

بقیہ : کار تریاقی

مت کہو یہ زندہ ہے، بلکہ لا تحسبّن...... سوچو بھی مت کہ وہ مردہ ہے! میرالاشہ پامال دیکھو ذرا زندگی ہی تو ہے! سید الشہداء حضرت حمزہؓ کا احد میں لخت لخت جسدِ مبارک تو دیکھئے۔ پھر اس مکالمے پر کان تو دھریے۔ معرکوں کی تاریخ سمٹ آئے گی۔ احد تا بنگلہ دیش بلکہ آج نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر! ابوسفیان نے نعرہ لگایا: ہمارے لیے عزیٰ ہے (ان کا بت، ان کا امریکہ، ان کا خدا)۔ نبی صادق ﷺ نے فرمایا: جواب کیوں نہیں دیتے۔ کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: کتنا اچھا کارنامہ رہا۔ آج کا دن جنگ بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی ڈول ہے (کبھی کسی کی جیت کبھی کسی کی)۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا: برابر نہیں۔ ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین جہنم میں! قمر الزمان کو فوزِ عظیم مبارک ہو۔ کھال نہیں بچائی۔ جماعت نہیں بچائی۔ حق کے لیے جان دے دی۔ یہ چوتھے شہید ہیں۔ جماعت اسلامی بنگلہ دیش سربلند و سرخرو، مضبوط ہے۔ اسلام کے تحفظ کے لیے جان کا نذرانہ سستا سودا ہے۔ سید احمد شہید کا قافلۂ سخت جاں بھی ان کی 1831ء میں شہادت کے بعد پوری صدی کا سفر طے کر کے تحریک پاکستان میں داخل ہو گیا! فرد کی شہادت اسے ہی حیات جاوداں نہیں دیتی بلکہ اس مقصد کو بھی زندہ تر، پائندہ تر کر دیتی ہے جس کے لیے وہ جیا اور پھر جان دی۔ اس کے ہر قطرے میں اک صبح نئی! دوسری طرف لائق عبرت ہے قذافی محل! جس کے قریب جاتے بھی لوگ ڈرتے تھے، آج وہاں کتوں کی منڈی لگتی ہے۔ 142 ایکڑ پر محیط محلات کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ قذافی آخری ایام میں ایک سیوریج پائپ میں چھپا رہا۔ کسمپرسی میں عبرت ناک موت دیکھی۔ اس کی دولت کے ڈالر بھرے صندوق روس میں لاوارث پائے گئے۔ جلال بادشاہی وہاں دیکھ لیجیے۔ جمہوری تماشے بھی مسلم عوام کی محرومیوں اور حکمرانوں کی چنگیزیوں کی کہانی ہے۔ رہے نام اللہ کا! ☆☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایف اے، دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0333-4078900

☆ لاہور میں مقیم خاندان کو اپنی خوش خصال، گھریلو امور میں ماہر بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم کام کے لیے برسرروزگار نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے۔ لاہور میں رہائش اور تعلیم کے شعبہ سے وابستگی قابل ترجیح ہے۔ رابطہ: 0323-4338411

☆ لاہور میں رہائش پذیر بیٹی، عمر 33 سال، مطلقہ، تعلیم ایم اے انگلش کے لیے تعلیم یافتہ، برسرروزگار، دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ پاکستان اور مشرق وسطیٰ سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔ رابطہ: 0323-8822405 042-35690645

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 19 سال، تعلیم بی اے فائنل ایئر کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4429509

☆ لاہور میں مقیم آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، دراز قد، تعلیم بی ایس آنرز، ایم فل جاری کے لیے دیندار گھرانے سے دراز قد، اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ مطلوب ہے۔ لاہور کے مقیم کو ترجیح دی جائے گی۔ رابطہ: 0333-4719918

☆ ملتان کی رہائشی راجپوت (پنجابی) فیملی کو اپنے بچوں بیٹی 35 سالہ (ایم اے، بی ایڈ)...... بیٹا 33 سالہ ایم ایس سی، پرائیویٹ ملازمت کے لیے دینی مزاج کے حامل اعلیٰ تعلیم یافتہ بچوں کے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0336-7365321

A viewpoint of Global Issues from an Islamic perspective

Fortnightly newsletter

PERSPECTIVE

Tanzeem-e-Islami

A trend setting newsletter from Tanzeem-e-Islami focuses on candid commentary of current affairs in the light of Quran and Sunnah.

A blend that gives Muslims an insight into the events unfolding in the present and the Signs of things to come

Read and Download this from

www.tanzeem.org

رفقاء متوجہ ہوں

رفقاء کے تحریری سوالات اور

امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ

کے جوابات پر مشتمل **ماہانہ پروگرام**

تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر

امیر سے ملاقات

کے عنوان سے دیکھا جا سکتا ہے

☆ رفقاء تنظیم پروگرام کے لیے سوالات اپنے نام اور مقامی تنظیم و حلقہ کے حوالہ کے ساتھ ہر ماہ کی **20 تاریخ** تک درج ذیل ذرائع سے بھجوا سکتے ہیں۔

i) بذریعہ ای میل: media@tanzeem.org پر۔

ii) بذریعہ خط: 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتے پر۔

iii) بذریعہ SMS موبائل نمبر 0312-4024677 پر۔

خالصتاً فقہی نوعیت کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے جائیں گے

المعلن: مرزا ایوب بیگ (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی) 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور 042-35869501-3/042-35856304

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''جامع مسجد العابد، وارڈ نمبر 7 حیا تسر روڈ گوجر خان'' میں

مبتدی تربیتی کورس

10 تا 16 مئی 2015ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

15 تا 17 مئی 2015ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-5564042/0322-5225354

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

Annual Congregation 2015 - reflections of an attendee - Nida.doc
The Annual Moot of Tanzeem-e-Islami, 2015: A Reflection…

Written by: Hasan Noor

All praise is for Allah (SWT); The Omnipotent, The Omniscient, The Omnipresent; and peace and blessing on the Final Messenger (SAW). We travelled to the city of Bahawalpur for the Annual Moot of Tanzeem-e-Islami. We arrived before the Jumu'ah prayer and had enough time to prepare, listen to both Khutbahs and offer the congregational Salat. The theme of the Moot was 'The Hereafter'. This Salat held on 10 April 2015 in the early afternoon was the beginning of what would eventually be an amazing weekend. The Annual Moot of Tanzeem e Islami, spanned 48 hours, continued till the Zuhr Salat of Sunday 12 April 2015 and we were reminded of the life in the Hereafter, lecture after lecture, Hadith after Hadith and Salat after Salat. Almost all the lectures, Ahadith and even the Aayaat recited during Salat were reminding us of the Hereafter. During the course of the weekend, we experienced hot weather, cold weather; even a rainstorm in the middle of the night.

In the first night in the moot, we all were exhausted from the long travel to Bahawalpur, not to mention the heat of the day. So, we had dinner and went to sleep around midnight. We had only slept for an hour or so when Allah (SWT) sent the storm and tents went down one after another. All those present at the moot were instructed to leave their tent to avoid any injury. Then, Allah (SWT) sent the rain, forcing all of us out of our tents in the middle of the night and we were still extremely tired and sleepy. There was nowhere to go. We tried to sleep wherever we could find place and some of us didn't sleep at all. We woke up for Fajr and that was the only Salat we didn't pray together because there was no where we could gather. All the tents were down, we saw people taking shelter in the shower rooms with their sleeping bags. In these testing times, with physical exhaustion and lack of sleep, the way people behaved was pleasant surprise to say the least. We couldn't help but compare it to another storm that we experienced in Central Florida, USA where we weren't really hit directly by the storm but people reacted with fear and panic and emptied our food store in less than three hours; the inventory of over 2 weeks. These people were scared that stores would stay closed and they wouldn't have food to eat and they purchased as much as they could before anyone else could purchase it. Back in Bahawalpur, everyone in the moot faced the similar situation but there was no panic, there was no fear, rather we saw calmness and people trying to help each other. The difference was 'Eemaan' and it really is amazing to experience what eemaan can do. We prayed Fajr in small groups so we could still get the reward of praying in congregation. After the Salat, as some of us were thinking whether the Annual Moot would surely be cancelled and everyone would be told to go home, we saw people picking up tents and preparing everything so that the moot could resume as soon as possible. We saw an old man, must have been in his 60s, standing on a chair and tying the tent, we couldn't spot a single black hair on his beard but his energy was electrifying. People were united and full of energy to fulfill their purpose of life. The unity, determination and the positive attitude of those in the moot reminded us of stories of the companions of the Prophet (SAW).

The moot ended on Sunday and we could literally feel the sweetness of elevated eemaan. The fact is that we had enjoyed the company of like-minded people so much that we felt that this 'Deen' is the biggest blessing that we have and we owe our lives and everything to it. Most of us left the moot with the feeling "I love Islam," but now it's time to live our lives in a way in which when we are gone, "Islam will love us."

Note: *The writer is a student of the one-year Qur'an Learning Course at Qur'an Academy, Defence, Karachi.*